www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المرشد

محمد رسول اللہ

اگست
2005

قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

صدرِ مملکت کا ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب ..... "مغرب اپنے رویہ پر نظرِ ثانی کرے"

ماہنامہ المرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

اگست 2005ء جمادی الاول / جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ

جلد نمبر 27 ✱ شمارہ نمبر 01

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر: ضمیر حیدر

سرکولیشن مینیجر: رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

فہرست مضامین

1- کلام شیخ	سیماب اویسی	02
2- اداریہ	محمد اسلم	03
3- اقوالِ شیخ	امیر محمد اکرم اعوان	04
4- آدابِ ذکر اور حاصلِ ذکر	امیر محمد اکرم اعوان	06
5- اکرم التفاسیر	امیر محمد اکرم اعوان	13
6- جشن آزادی......؟	امیر محمد اکرم اعوان	22
7- باغی	جاوید چودہری	31
8- تصوف کی ضرورت اور آدابِ شیخ	اعجاز احمد بخاری	33
9- طب وصحت	ڈاکٹر محمد اقبال ظفر	37
10- گوشہ خواتین	انتخاب	39
11- مکتوبات	حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ	41
12- غبارِ راہ	امیر محمد اکرم اعوان	45
13- طریق السلوک فی آداب الشیوخ	آسیہ اسد اعوان	50
14- اسلام کی چار بنیادیں	ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ	53

بدل اشتراک

پاکستان	250 روپے سالانہ
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ ۔ یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

انتخاب جدید پریس ۔ لاہور 042-6314365 | ناشر ۔ پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد اے ۔ ٹی ۔ ایم ۔ بلڈنگ، پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد ۔ فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk — E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور ۔ فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

صدائے غیرت

فسانے جو کہ رکے پھیلتے گلستاں میں
گلی گلی میں تپش دھوپ کی جلاتی ہے
ہوا کا طور بھی ہے اپنے دشمنوں کی طرح
کلی کلی کے لئے برق کو بلاتی ہے
کلی کا چاک ہے سینہ تو گل کا دامن ہے
زمین گل ہے کہ یہ خون میں نہاتی ہے
خبر تو لو کہ ہے یاں کون پاسبان چمن
وطن کی خاک بھی اہل وطن بلاتی ہے
پلٹ دو بجلیوں کو اور روک دو طوفان
یہ برق اپنا نشیمن ہی کیوں جلاتی ہے
تیری حیات کی ضامن گھٹا ہے اور کوئی
عجیب رنگ میں طیبہ سے اٹھ کے آتی ہے
جلا کے راکھ یہ کرتی ہے خارزاروں کو
ہر ایک ڈال پہ پھولوں کو وہ سجاتی ہے
چلو کہ جو بھی ملے گا وہیں ملے گا ہمیں
کرم کی لے ہے مدینے کو جو بلاتی ہے
تو پاسبان چمن ہی بنا اسی کو مگر
کہ خوشبو جس سے محمد ﷺ کے در کی آتی ہے
سجائیں پھر سے چمن دیر ہو گئی سیماب
ہماری غیرت ملی ہمیں بلاتی ہے

(ملتان۔ جنوری 1994ء)

کلامِ شیخ

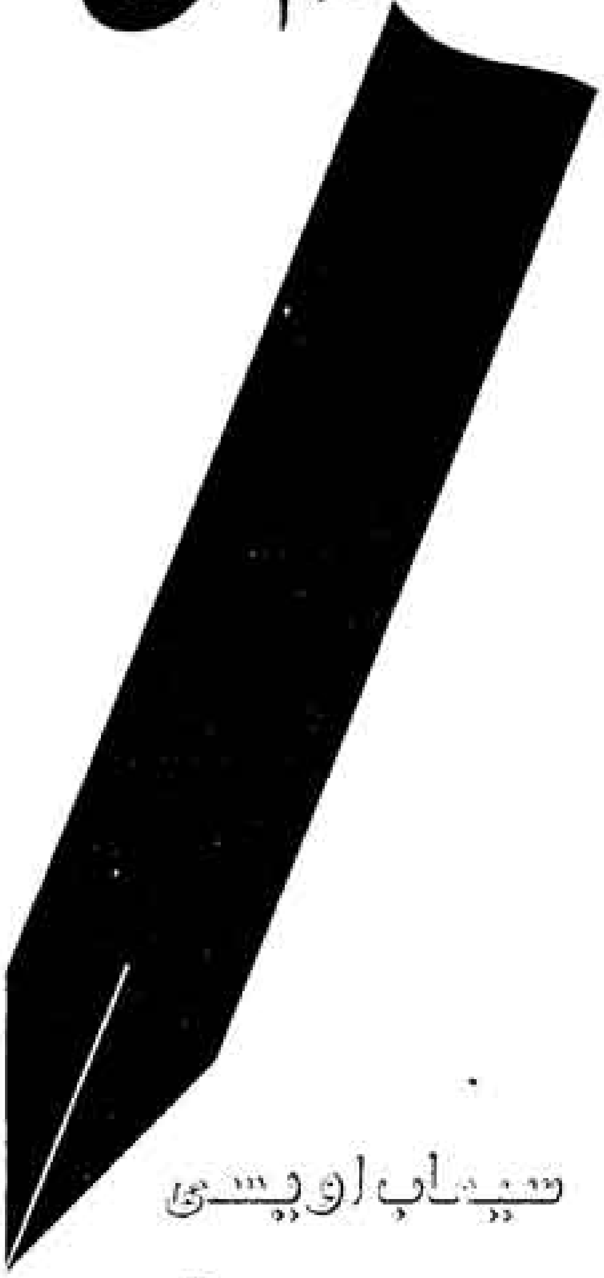

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

آپ کی شاعری کیا ہے؟

فرماتے ہیں:۔

"میری شاعری میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہئے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں اس کی مجھے خبر نہیں اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار و رموز۔ میں نے بہت سیکھا یا کم سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرم کا فیضِ نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آ سکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔"

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

مغربی میڈیا نے لندن کے حالیہ بم دھماکوں کی خبر جس انداز سے نشر کی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ دنیا کو باور کرانا چاہتے ہیں گویا مغرب میں ہر طرف آگ لگ گئی ہے اور دنیا تباہ ہونے کو ہے۔ حالانکہ ایسے بیسیوں بم روزانہ عراق، افغانستان اور دیگر اسلامی ممالک میں پھٹتے ہیں اور ہزاروں لوگ مر رہے ہیں۔ کیا مغرب صرف اپنے شہریوں کو ہی انسان سمجھتا ہے اور خون مسلم کی کوئی اہمیت نہیں۔

ہم پاکستانی ہر قسم کی دہشتگردی کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور انسانی جانوں کے ضیاع پر پرزور احتجاج کرتے ہیں۔ جان مسلم کی ہو یا غیر مسلم کی، گورے کی ہو یا کالے کی، یورپی کی ہو یا ایشیائی کی بہر حال وہ قیمتی ہے۔ مغربی میڈیا نے حالیہ بم دھماکوں کا الزام القاعدہ پر عائد کر کے اس کی تاریں پاکستان سے جوڑی ہیں۔ صدر مملکت نے حالیہ نشری تقریر میں ان الزامات کا انتہائی مناسب، برمحل اور مؤثر جواب دے کر گویا پوری قوم کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ انہوں نے حکومت برطانیہ پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کا جو واقعہ لندن میں ہوا اس کی جڑ پاکستان میں نہیں ہے خود انگلستان میں ہے۔

صدر مملکت امریکہ پر بھی واضح کر چکے ہیں کہ پاکستان کے لوگ امریکی پالیسیوں کے مخالف ہیں اور وہ اسامہ بن لادن کی صرف اس لئے حمایت کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ امریکی پالیسیوں کے خلاف جنگ کر رہے ہیں۔ صدر مملکت کی اس صاف گوئی کے بعد مغرب کی آنکھیں کھل جانا چاہئیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا کے بالعموم اور مسلم امہ کے بالخصوص جتنے مسائل ہیں وہ در حقیقت مغرب ہی کے پیدا کردہ ہیں اور وہ ابھی تک ان مسائل کو بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ مغرب اگر واقعی دنیا میں امن چاہتا ہے تو اسے امت مسلمہ کی راہوں پر بچھائے گئے مسائل کے کانٹوں کو خود ہٹانا ہو گا۔ ورنہ کہیں نہ کہیں سے کوئی نہ کوئی انتہا پسند جنم لیتا ہی رہے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقوالِ شیخ

☆......کافر بھی بہت بڑا ڈاکٹر بن سکتا ہے' سائنسدان اور کیمیا دان بن سکتا ہے' کوئی بھی علم جسے مومن یا مسلمان یا کوئی بھی انسان حاصل کرتا ہے' اُس میں سب انسان برابر کے شریک ہیں' خواہ مسلمان ہوں یا کافر' لیکن علوم نبوت کے حصول کے لئے ایمان شرط ہے' یہ صرف مومن کا حصہ ہیں کافر ان کو نہیں پا سکتا۔

المرشد جولائی 1989ء صفحہ 31

☆......آزادی تب تک ہوتی ہے جب تک آدمی کسی دوسرے کے لئے پریشانی پیدا نہ کرے' کسی دوسرے کے لئے پریشانی پیدا کرنا یہ آزادی نہیں ہے یہ تو دوسرے کی آزادی میں مداخلت ہے۔

المرشد جون 1989ء صفحہ 22

☆......مسلمان کو ایسا ہونا چاہئے کہ کچھ لوگ اُس کے سہارے زندہ رہ سکیں' ایسا نہیں کہ وہ دوسروں کے سہارے زندگی گزارے کیونکہ مسلمان بنیادی طور پر کنتم خیر اُمتۃٍ اخرجت للناس ہ اسے دوسروں کو زندہ رکھنے کے لئے ایک قوت دے کر پیدا کیا گیا ہے۔

المرشد جون 1989ء صفحہ 22

☆......پوری اُمت میں صرف ابوبکر صدیقؓ ایک ایسے شخص تھے جنہیں وصال نبویؐ کا حادثہ برداشت کرنے کی قوت ملی اور اُن پر جذب نہیں آیا۔

المرشد جون 1989ء صفحہ 31

☆......جو اللہ اللہ سیکھتے ہی نہیں ہیں اور مجذوب بن جاتے ہیں وہ ویسے پاگل ہوتے ہیں، انہیں مجذوب کہنا زیادتی ہے۔ یعنی اللہ اللہ سیکھتے ہوئے اگر آدمی پر جذب آجائے تو وہ مجذوب ہو گیا' اگر پیدائشی اس کے آلات ہی درست نہ ہوں تو وہ پاگل ہے' مجذوب نہیں۔

المرشد جون 1989ء صفحہ 31

www.naqshbandiaowaisiah.com

☆......سُنت باعتبار عقیدہ کے سُنت ہوتی ہے اور اس پر عمل کرنا فرض ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی اطاعت کا واضح حکم دیا اطیعو اللّٰہ واطیعو الرسول اور جو حکم نص قرآن سے ثابت ہو وہ فرض ہوتا ہے۔

المرشد جون 1989ء صفحہ 33

☆......سب سے پہلے شیطان انسان کے عقائد پر حملہ آور ہوتا ہے۔ کیونکہ جب انسان کے عقائد میں شرک کی آمیزش ہو جائے تو اُسے کسی سے فائدہ ہوتا ہی نہیں، وہ کسی بڑے سے بڑے شیخ کے پاس، کسی نبی کے در پر بھی بیٹھا رہے تو اسے فائدہ نہیں پہنچتا۔

المرشد جون 1989ء صفحہ 35

☆......قرآن حکیم کو جہاں سے بھی کھولیں، جب بھی ہدایت بیان فرماتا ہے تو ہدایت کا بنیادی سبب قلب کی روشنی، دل کا نور اور دل کی اصلاح ہی کو قرار دیتا ہے اور گمراہی کا سبب دل کی تاریکی قرار دیتا ہے۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جس پر قرآن حکیم کی ساری تعلیمات کا مدار ہے۔

المرشد جون 1989ء صفحہ 41

☆......ذکر کے کسی طریقے پر اللہ کریم نے، اللہ کے رسول ﷺ نے پابندی نہیں لگائی، ذکر کے تمام طریقوں پر ایک ہی پابندی ہے کہ آپ کوئی ایسا طریقہ ایجاد نہ کریں جو خلاف شریعت ہو، جس میں کسی دوسرے کے کوئی حقوق ضائع ہوتے ہوں یا جس میں کوئی گناہ پیدا ہوتا ہو۔

المرشد جون 1989ء صفحہ 44

☆......قرآن حکیم نے عذاب الٰہی کی جو خطرناک ترین صورت ارشاد فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ کسی کے پاس مال و دولت بھی رہے، طاقت و اقتدار بھی رہے لیکن اُس کے دل پر مہر کردی جائے۔

المرشد جون 1989ء صفحہ 45

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

آدابِ ذکر...... اور...... حاصلِ ذکر

ذکر کا مقصد اور حاصل یہ ہے کہ

"اپنی ذات کی نفی ہو اور عظمتِ الٰہی کا ادراک نصیب ہو جائے"۔

13-7-2005 کو سالانہ اجتماع کے پُر سعادت موقع پر سالکین اور ذاکرین

کے لئے شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان کا خصوصی **خطاب**

الحمدللہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

واذکُروا اللہ ذکرا کثیراً. وسبحوہُ بکرۃً واصیلاً

الاحزاب 41 تا 42

اللھم سبحنک لاعلم لنا الا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیمo

رب اشرح لی صدریoویسرلی امریoواحلل عقدۃ من لسانیoیفقھو اقولیo

رب زدنی علماًo

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علیٰ حبیک من ذانت بہِ الغُضُروا

راہِ سلوک میں بے شک ساری برکات محتاج توجہ ہوتی ہیں اور جو کچھ ملتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ ثمرات جنہیں کہتے ہیں یہ پھل ہوتا ہے اور وہی ہوتا ہے۔ لیکن تصوف وسلوک، کا تعلق کسب سے ہے ولایت کسبی چیز ہے۔ اس کے لئے محنت کرنا پڑتی ہے اور مجاہدہ کرنا پڑتا ہے اُس پہ کتنا پھل لگتا ہے، یہ ثمرات وہبی ہوتے ہیں۔ نبوت کسبی چیز نہیں ہے نبوت وہبی ہے اور ارواح کی تخلیق کے وقت ہی اللہ نے انبیاء کو بحیثیت نبی تخلیق فرمایا۔ جب ارواح سے عہد لیا گیا تو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ارواح مبارکہ سے نبی کریم ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ کی اطاعت کا عہد لیا گیا واخذ اللہ میثاق النبیین. یہ اُس وقت کی بات ہے جب ابھی وجود نہیں بنے تھے۔ تو انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارکہ تخلیقی طور پر ہی نبوت کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

استعداد سے سرفراز ہوتی ہیں' نبی ہوتی ہیں۔ نبی ازل سے نبی ہے اور ہمیشہ نبی رہے گا۔ نبوت چونکہ وہبی ہوتی ہے اُس کی ذات کا وصف بن جاتی ہے اور نبی سے نبوت کبھی زائل نہیں ہوتی۔

ولایت کسبی ہوتی ہے' اس کا تعلق اکتساب سے ہے' مجاہدے سے ہے' محنت سے ہے اور کبھی آدمی بھٹک جائے تو پھر یہ ضائع بھی ہو جاتی ہے۔

انبیاء علیہم السلام معصوم عن الخطا ہوتے ہیں اُن میں خطا کا مادہ ہی نہیں ہوتا۔ نبی سے خطا نہیں ہوتی اور ولی محفوظ ہوتا ہے' حفاظت الٰہیہ اُسے نصیب ہوتی ہے لیکن اُس کا تعلق اُس کے کسب سے ہے۔ جب تک عقلاً ایماناً اور عملاً اطاعت الٰہی پہ کاربند رہتا ہے حفاظت الٰہیہ اُسے نصیب رہتی ہے اور خدانخواستہ کبھی وہ عدم اطاعت کا مرتکب ہوتا ہے تو اُس کا اثر اس بات پہ پڑتا ہے کہ پھر حفاظت الٰہیہ اٹھالی جاتی ہے اور اس طرح سے بڑے سے بڑے عالی مراقبات والے لوگ بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ کسب جو ہوتا ہے یا محنت یا مجاہدہ جو ہوتا ہے یہ ایک رواج نہیں ہے اس کا مفہوم ہی یہ ہے کہ اس میں سخت محنت کرنا پڑتی ہے۔ برکات اگرچہ توجہ سے نصیب ہوتی ہیں مشائخ کے قلوب سے آتی ہیں لیکن اپنے بدن میں قبولیت کی استعداد پیدا کرنے کے لئے محنت کرنا پڑتی ہے۔ اب سورج کی شعاع پتھر پہ بھی پڑتی ہے آئینے پہ بھی پڑتی ہے تو پتھر سے اُس طرح منعکس نہیں ہوتی جس طرح آئینے سے ہوتی ہے اس لئے کہ وہ شفاف ہے آگے سے چمک دیتا ہے۔ پتھر اُس طرح شفاف نہیں ہے۔ تو یہ جو مجاہدہ کرنا پڑتا ہے' ذکر اذکار کرنا پڑتے ہیں' لطائف کرنا پڑتے ہیں تو یہ اپنے وجود میں اپنی روح میں اپنے اندر استعداد پیدا کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں' جتنی کوئی استعداد پیدا کر لیتا ہے' اُتنی برکات اخذ کرتا ہے۔

میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ آپ کے جو ذکر کے اوقات ہیں بہت کم ہیں۔ میرے خیال میں جو میں نے محسوس کیا ہے۔ میں نے پروگرام پڑھا بھی ہے لیکن ایسا بے وقوف ہوں کہ میں نے نوٹ نہیں کیا کہ انہوں نے کتنا وقت رکھا ہوا ہے۔ مجھے کرنا چاہیے تھا لیکن بہت کم وقت ہے اگر بیس پچیس یا تیس منٹ آپ نے لطائف کے لئے رکھے ہیں تو یہ تو کوئی وقت نہیں ہے یہ سب نہ ہونے کے برابر ہے۔ تیس منٹ میں تو آدمی کی توجہ ہی نہیں بنتی۔ دو منٹ بعد اگر لطیفہ تبدیل ہوتا جائے تو اتنے میں تو ایک لطیفے پہ توجہ ہی نہیں بنتی تو آپ کا جو سب سے اہم کام اجتماع میں ہوتا ہے وہ یہی ہوتا ہے۔ مطالعہ جو ہے بہت اچھی بات ہے لیکن مطالعہ کے لئے تو آپ کے پاس سارا سال بھی ہوتا ہے' یہاں بھی اوقات ہیں' تلاوت کے لئے بھی ہیں' مطالعہ کے لئے بھی ہیں لیکن اُس کے لئے تو سارا سال بھی ہے اور جو توجہ یہاں اجتماع میں یا مرکز میں رہ کے نصیب ہوتی ہے وہ توجہ باہر جا کر نصیب نہیں ہوتی۔ وہ ایک محاورہ ہے کہ

"سگِ حضوری بہ از ملکِ دوری"

(حضوری میں جو کتا بیٹھا ہو وہ اُس فرشتے سے بہتر ہے جو بہت دور بیٹھا ہوتا ہے)

تو "حضوری" جو ہے یا پاس رہ کر جو کرنا ہے اُس کی ایک اپنی اہمیت ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ اپنے لطائف کے اوقات پر توجہ دیں۔ جتنی توجہ سے اور جتنا کوئی تیزی سے کر سکتا ہے جتنی وجود میں ہمت ہے قوت ہے اُتنی تیز سے کرے لیکن تیزی سے کرنے سے وجود میں حدت پیدا ہوتی ہے گرمی پیدا ہوتی ہے اور حرارت غریزی بڑھتی ہے بدن کی حرارت بڑھتی ہے اور جب حرارت بڑھتی ہے تو یہ انوارات کو جذب کرتی ہے اور زیادہ برکات نصیب ہوتی ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر خسروں کے ساتھ محنت بھی کرتے رہیں تو انہیں مراقبات نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اُن کا اس میں کیا قصور ہے؟ فرماتے تھے اُن کے بدن میں وہ حدت اور حرارت غریزی ہوتی نہیں ہے جو اُسے جذب

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرے جب جذب کی استعداد نہیں ہے آپ توجہ کرتے رہیں کیسے ہوں گے!

سردیوں کی راتوں میں میری عادت تھی کہ چھ بجے فجر کی نماز اُس وقت چھ بجے ہوتی تھی تو میں چار بجے اٹھا کرتا تھا۔ چار سے چھ تک صرف لطائف کیا کرتا تھا۔ مسلسل چار چار گھنٹے بھی ہم معمول کے طور پر لطائف کیا کرتے تھے۔ تو اس کا اہتمام رکھیں اور یہ خیال رکھیں کہ جو صاحب بھی ذکر کرائیں کم بھی کراتے ہیں تو پانچ منٹ تو ایک لطیفے پہ دیں اس طرح لطائف پہ پچیس منٹ لگ جائیں گے۔ پندرہ بیس منٹ تو مراقبات پہ بھی لگ جائیں گے تو پون گھنٹے کا معمول ہو جائے گا۔ تو میرے خیال میں آپ کا کوئی بھی ذکر آدھ گھنٹے سے زیادہ تک نہیں ہوتا تو بار بار کرنا بھی ایک بات ہے لیکن بار بار کرنے سے اُس طرح فائدہ نہیں ہوتا جتنا ایک بار مسلسل کرنے سے ہوتا ہے۔ اگر آپ نے دن میں پانچ رکھے ہوئے ہیں تو بے شک تین کر لیں لیکن اُن کا جو دورانیہ ہے وہ بڑھا لیں، وہ ضروری ہے۔

اور دوسری ضروری بات یہ ہے کہ یہاں کا قیام یہ چالیس روزہ جو ہے اس کی بنیادی غرض لطائف میں روح میں اپنے آپ میں استعداد پیدا کرنا ہے کہ جو رہ کر یہاں ملتا ہے وہ باہر رہ کے نہیں ملتا۔ جو توجہ یہاں ملتی ہے وہ باہر رہ کر نہیں ملتی۔ اس مقام کو اس جگہ کو ایک شرف حاصل ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اس کی بنیاد رکھی اس کی ایک ایک اینٹ جو ہے اسے توجہ نصیب ہے۔ اس کے در و دیوار ان برکات کے امین ہیں۔ اللہ اسے قائم رکھے، ہمیشہ یہ برکات یہاں تقسیم ہوتی رہیں۔ یہ بہت بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ کچھ وقت مل گیا ہے۔

ایک اور بات میں نے محسوس کی ہے بعض احباب جب ذکر کراتے ہیں تو وہ بڑے زور سے لطیفہ بدلواتے ہیں تو اس سے کیا ہوگا۔ صرف یہ کہ جن ساتھیوں کی توجہ بن چکی ہے وہ ٹوٹ جائے گی۔ آپ کے پاس مائیک ہے، سپیکر لگا ہوا ہے، پورے ادارے میں آپ کی آواز پہنچ رہی ہے آپ مزے سے لطف سے آرام سے لطیفہ تبدیل کروائیں۔ آپ کے لطیفہ تبدیل کروانے پر زور لگانے سے تو کچھ نہیں ہوگا۔ وہ تو جو ذکر کر رہے ہیں اُن کے اپنے ذکر پر زور لگانے اور توجہ دینے سے کام ہوگا۔ جو ذکر کرا رہا ہے وہ اگر بہت شور سے لطیفہ تبدیل کرائے تو کچھ نہیں ہوگا۔ سوائے اسکے کہ اگر کسی کی کچھ توجہ بنی ہوئی بھی ہے تو آپ نعرہ ماریں گے تو اُس کی توجہ ٹوٹ جائے گی۔ یا لطیفہ تبدیل کرا دیا اور کچھ پڑھنا شروع کر دیا یا کوئی شعر پڑھنا شروع کر دیا تو لوگوں کی توجہ بٹ جائے گی۔ انسان ہیں وہ پہلے اپنے آپ کو گھیر گھار کر ایک جگہ اپنی توجہ مرتکز کر رہے ہیں پھر آپ ساتھ انہیں کچھ شروع کر دیں گے آیات پڑھنا یا شعر پڑھنا تو انسان ہی ہیں اُن کی توجہ بھٹک جائے گی، اس سے فائدہ نہیں ہوگا۔ بعض احباب کو عادت ہے وہ ساتھ باتیں شروع کر دیتے ہیں یا شعر شروع کر دیتے ہیں پہلے تو یہ بہت بیماری تھی، بہت روکا میں نے۔ کچھ آہستہ آہستہ کم تو ہوئی لیکن ان دو بیماریوں کا کوئی علاج نہیں ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی شخص بیمار پڑ جائے جو بھی بیمار پُرسی کے لئے آتا ہے وہ ساتھ ایک نسخہ تجویز کرتا ہے کہ آپ اگر اتنے ہی حکیم ہو تو کہیں جا کر مطب کھول کے بیٹھ جاؤ اور لوگوں کا علاج کرو اور حکیم نہیں ہو تو ایک مریض کو آپ آئے ہیں دعا دیں اور رخصت ہوں آپ کو نسخہ بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن جو بھی آئے گا وہ ایک نسخہ بھی تجویز کرے گا۔

اس طرح کا مرض ہمارے دوستوں میں بھی ہے کہ جسے کوئی کچا پکا مشاہدہ ہو جاتا ہے وہ ہر آنے والے کے پلے ایک کشف باندھ دیتا ہے کہ تمہارا یہ ہو گیا تمہارا وہ ہو گیا۔ مجھے ان کی سمجھ نہیں آتی شاید ایک بندے میں ہوتا ہے اپنی اہمیت کا احساس یا لوگوں کو کشف بتائیں گے تو ہمیں بہت پارسا سمجھیں گے۔ یہی احساس اگر ڈویلپ (Develop) کرنا ہے تو اُس کے لئے پھر ذکر کی کیا ضرورت ہے؟ ذکر تو اپنی نفی کرنے کے لئے ہے اور عظمت الٰہی کے لئے ہے۔ تو اس بیماری میں میں نے بڑا سر پٹخا لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی خط روز آ ہی جاتا ہے کہ جی مجھے ایک کشفی ساتھی نے یہ بتا دیا۔ تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

میں کہتا ہوں اُس کشفی سے کہو اپنے کام تو سیدھے کرے۔ تمہارے کام میں ٹانگ لڑاتا ہے پہلے اپنے مسائل تو سیدھے کرلے اگر اُس کے اختیار میں ہے۔

یاد رکھیں! اگر مشاہدات ہوتے بھی ہیں تو کشف بھی محتاج تعبیر ہوتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ ولی اللہ کو جو مشاہدہ ہوتا ہے وہ اُس طرح نہیں ہوتا جس طرح نبی کو ہوتا ہے نبی کو بھی کشف ہی ہوتا ہے ولی کو بھی کشف ہی ہوتا ہے۔ لیکن ....

شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی کو کشف ایسے ہوتا ہے اگر اُسے مسجد کا انکشاف ہوا ہے تو اُس کا ایک ایک دروازہ ایک ایک کھڑکی ایک ایک صف ایک ایک مشین ایک ایک چیز الگ الگ صحیح طور پر دکھائی بھی جاتی ہے اور اُس کے قلب اطہر میں بٹھا بھی دی جاتی ہے اُسے غلطی نہیں لگتی۔ کشف ولی کو بھی ہوتا ہے ایسے ہوتا ہے جیسے وہاں کھڑا کر کے دکھا دیا جائے وہ مسجد ہے۔ وہی مسجد اب ولی نے بھی دیکھی لیکن ابھی وہ محتاج ہے نبی سے پوچھنے کا اور اُس کی تفصیل جاننے کا۔ تو سب سے پہلے تو کشف و مشاہدہ نبی کے ارشادات گرامی کا پابند ہوتا ہے۔ نبی کے کشف میں شیطان مداخلت نہیں کرسکتا۔ ولی کے کشف میں نفس اور شیطان کی مداخلت آ جاتی ہے اگر کوئی خلاف شریعت بات نظر آئی تو اُس کا اپنا نفس کچھ دکھا رہا ہے یا شیطان نے مداخلت کی۔ شریعت سچی ہے اور اس کا کشف غلط ہے۔ شریعت کے مطابق بھی نظر آیا تو ولی کو وہ وضاحت نہیں بتائی جاتی جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتائی جاتی ہے لہذا اُس کا کشف شریعت کے مطابق بھی ہو تو محتاج تعبیر ہے۔ اُسے پھر اُس کی تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر یہ حال اپنے مشاہدات کا ہے تو دوسروں کے حالات میں پنگا لینے کی کیا ضرورت ہے؟ مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے جب ساتھیوں کے خطوط آتے ہیں اوہ جی! مجھے صاحب کشف ساتھی نے یہ ... یا کہ تمہاری بیوی اس لئے بیمار ہے کہ تمہارے پڑوس میں ایک کتا مر گیا تھا۔ بہت فضول بات ہے اس لئے ہم تھوڑا ذکر کرتے ہیں کہ کسی کی بیوی کیوں بیمار ہے! ذکر الٰہی تو قرب الٰہی کے لئے اور اس عالم میں رہتے ہوئے اپنے آپ کو غضب الٰہی سے بچانے کے لئے عظمت الٰہی کا اقرار حاصل کرنے کے لے یہ ساری محنت ہوتی ہے اور اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ جتنی اپنی اہمیت کی نفی ہوتی عظمت الٰہی نصیب ہوگی اور جتنا اپنی بڑائی کا خیال آئے .... بعض لوگوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ اب میں بڑا ذکر کرتا ہوں لوگوں کو ذکر کراتا ہوں میرا بوجھ انہیں اٹھانا چاہیے اور میرے اخراجات انہیں اٹھانا چاہیے۔ اور پھر ان سے تحفے وصول کے جائیں ان سے تحائف لئے جائیں۔

یہ جو بار بار ساتھی الگ ہوئے اور سلسلے سے نکلے تو اُس کی ایک بنیادی وجہ بھی یہی تھی کہ جب لوگوں سے پیسے لینے پہ پابندیاں لگتی ہیں، تحفے لینے پہ پابندی لگتی ہے تو اُن پہ مصیبت آ جاتی ہے لوگ بھی ایسے ہیں کہ کیوں دیتے ہو تمہیں کیا تکلیف ہے لوگ بھی زبردستی ٹھونستے ہیں۔ جو کوئی ذکر کرانے والا ہے اُسے کبھی جوتا، کبھی کپڑوں کا جوڑا، ایک مٹھائی کا ڈبہ یہاں کوئی رشوت سے کام ہوتا ہے؟ آپ ایسا کیوں کرتے ہو اُسے بھی خراب کرتے ہو خود بھی خراب ہوتے ہو۔ دنیا ہے آپ کے پاس توفیق ہے تو ادارے کو دیں، کسی نے لینا ہے تو ادارے سے لے ادارہ تو سب کا مشترکہ ہے۔ کوئی ایسا ہے اُسے ضرورت ہے تو وہ ادارے سے لے لے یہ سب کا ہے اور دینا ہے تو ادارے کو دیں نہ مجھے دیں نہ کسی صاحب مجاز کو، کیوں لوگوں کو چسکا ڈالتے ہو!

میں تو خود مزدور آدمی ہوں سارا دن مزدوری کرتا ہوں اللہ کا شکر ہے اللہ مجھے دیتا ہے۔ بزنس ہے، کاروبار ہے بچے ہیں کام کاج ہے زراعت ہے بہت ساری۔ اللہ کریم کا احسان ہے بہت مزے دار ہے۔ دارالعرفان کی تعمیر تھی الحمد للہ جسے رب توفیق دیتا ہے ساتھی نے اسی 80 لاکھ کی زمین دی اُس نے دارالعرفان کو دے دی اللہ اُس کی قبول فرمائے۔ آج وہ دو کروڑ کی ہے احباب نے کہا جی یہ بیچ دیں اُس سے کم قیمت پر ہمیں

کوئی مکان مل جائے گا۔ میں نے کہا کیوں بیچ دیں ہم نے کوئی تجارت کے لئے لی ہے جس بندے نے دی ہے اللہ اُس کی قبول فرمائے اور اُس پہ ذکر ہوتا رہے۔ آج دو کروڑ کی ہوگئی ہے ہم دو کروڑ کا اور کوئی گھر لے لیں جس بندے نے وہ قطعہ زمین دیا ہے ذکر کے لئے دیا مجھے نہیں دیا آپ کو نہیں دیا ہم کیوں بیچ دیں اس قطعہ پہ ذکر کیوں نہ ہوتا رہے۔ اُن ذرات پہ ذکر کیوں نہ ہو اُسے ہمیشہ ثواب کیوں نہ ملتا رہے۔ آپ اُس میں کیوں اینچ پیچ لگاتے ہیں اُسے سیدھا دارالعرفان بنائیں۔ چالیس بیالیس لاکھ اُس پہ خرچ ہوا' الحمد للہ بن گیا ہے۔ دس پندرہ لاکھ کے قریب ساتھیوں نے دیے باقی سارے مرکز سے گئے ہیں۔ تھے یا نہیں تھے کہیں سے اُدھار لیا یا جو بھی کیا لگ گئے اور اللہ کرتا ہے اُدھار بھی اُتر جاتا ہے۔ ہم نے تو کبھی یہ نہیں سوچا کہ کتنی آمدن ہو رہی ہے یا کیا بچ رہا ہے۔ ساتھی حساب کر لیں دارالعرفان میں کتنے دیے ہیں اور پھر دیکھ لیں خرچ کتنا ہوتا ہے۔ میری اپنی ذاتی کوشش یہ ہوتی ہے کہ احباب جتنا سلسلے پہ خرچ کرتے ہیں اُس سے زیادہ اللہ توفیق دے تو میں اپنا کروں۔ سارا سال جانور ہم اس لئے رکھے رکھتے ہیں کہ جب اجتماع ہوگا تو اُس میں ذبح کریں گے اس میں ہمارا حصہ ہو۔ اس طرح غلہ رکھ دیا ہے بیچا نہیں ہے کہ احباب آئیں گے تو اجتماع پہ خرچ ہو جائے گا۔ ہم بیچتے اس لئے نہیں اور انشاء اللہ آپ سے نہیں کھایا جائے گا۔ گیارہ بارہ سو من ہے بچیں گے بھی آپ سے بچ جائے گا تو بیچ بھی دیں گے۔ تو اللہ کی توفیق سے دنیا جائز طریقے سے کمائی جائے اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر ملنے جلنے والے سے وصول کیا جائے۔ مجھے کوئی پتہ نہیں ہوتا یہ حساب اللہ کے پاس ہے کہ کس نے کتنے دیے یہاں جو لاکھ جمع کرا جاتا ہے اور جو کچھ نہیں دیتا کرایہ یہاں سے لیکر جاتا ہے دونوں برابر ہیں۔ مجھے نہ یہ پتہ ہوتا ہے کسی نے کچھ نہیں دیا نہ کبھی میں نے پوچھا ہے کہ کس نے کیا دیا ہے۔ اس لئے کہ یہ معاملہ میرا نہیں ہے ہر ایک کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے اور یہ سب کا گھر ہے اور اس پہ سب کا حق ہے۔ ایک ساتھی کے پاس کرایہ نہیں تو اُس کا حق ہے یہاں سے لے لے۔ اُس کے پاس پیسے نہیں تو رہے چالیس دن اور آرام سے کھائے یہ اُس کا گھر ہے اُس کا اپنا حق ہے کسی کا اُس پر احسان نہیں ہے۔ ادارہ ہے جماعت کا ہے' اللہ کا ہے ایک آدمی غریب ہے اُس کے پاس نہیں ہے تو ضروری نہیں کہ اُسے توجہ نہیں ملے گی یا جس نے پیسے دیے ہیں اُس کے مراقبات آگے چلے جائیں گے' جس نے نہیں دیے پیچھے رہ جائیں گے' نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس کی کوئی لسٹ نہیں بنتی کہ کس نے کتنے دیئے ہیں۔

اس لئے نہیں بنتی کہ کسی کو پیسوں کی وجہ سے کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے' ادارہ ہم سب مل جل کر چلاتے ہیں جسے اللہ جتنی توفیق دیتا ہے وہ دیتا بھی ہے۔

لیکن یہ معاملات دنیا یا تحفے یا پیسے یا چیزیں یہ حصول برکات کا سبب نہیں بنتیں کہ کسی نے زیادہ پیسے دیے۔ اللہ دے تو اُس کی مرضی وہ جانتا ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ کس نے کیا دیا ہے کس دل سے دیا کس نیت سے دیا۔ تو ادارے میں بھی اگر کوئی چیز دیں تو اللہ کی رضا کے لئے دیں۔ آپ کی کوئی اہمیت نہیں بنے گی اور الحمد للہ جب تک میں ہوں مجھے تو کوئی پرواہ نہیں ہے کہ کس نے کچھ دیا کس نے نہیں' نہ مجھے پتہ ہوتا ہے اور نہ میں پتہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میرا کام نہیں ہے یہ اللہ کا کام ہے۔ ہاں میرا یہ کام ہے کہ جو چیزیں لوگ دیتے ہیں وہ ادارے کی امانت ہے اُس کی حفاظت کی جائے وہ ضائع نہ ہو۔ وہ ضروری کاموں پہ خرچ ہو۔ ادارے کے ضروری کاموں پہ خرچ ہو۔ یہ ایک الگ بات ہے۔ تو یہ چیزیں جو ہیں ان کا سد باب کرنا چاہیے۔ اللہ آپ کا اپنا ہے کوئی کشفیوں کا ہے؟ آپ کو تکلیف ہے تو یہی تو بات آپ کو سکھائی جاتی ہے کہ آپ اپنے اللہ سے دعا کریں' اپنے لئے خود اپنی گزارشات پیش کریں' یہی بات تو ساری محنت کا حاصل ہے۔ آپ اپنے دکھ درد خود بیان کریں' اپنے حالات خود اُس سے بیان کریں۔ پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ اُس سے کہیں کہ میں کمزور ہوں یا اللہ میرے حالات درست کر دے' مجھے آزمائشوں سے بچا۔

لطف سے ذکر کریں بھی اور کرائیں بھی' کھپ نہ ڈالیں' مزے سے کریں۔ مزے سے آرام سے لطائف تبدیل کریں مراقبات کریں اور ایسا

تسلسل جس میں توجہ قوی رہے۔ یہ چیز کسی بھی ہے اور اللہ چاہے تو کسی کو وہبی طور پہ عطا کر دے تو اُس پہ کوئی پابندی اُس میں نہیں ہے لیکن بنیادی طور پر اکتساب فیض کرنا پڑتا ہے اور محنت کرنا پڑتی ہے اور مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ جتنی جتنی نیت خالص کھری ہوتی جائے گی اتنی مجاہدے کی توفیق مزید ارزاں ہوتی جائے گی اُتنی اُتنی برکات نصیب ہوتی چلی جائیں گی۔ چونکہ یہ ایک نعمت ایسی ہے جس کی کوئی مثال نہیں ہے۔

اس پہ شیطان کا زور بھی زیادہ ہوتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے وہم ڈالنے کی بھٹکانے کی اُسے کرنی بھی چاہیے۔ چونکہ یہ جو اہل اللہ ہوتے ہیں یہ ایک فرد نہیں ہوتا یہ جہاں جاتے ہیں وہاں معاشرہ تبدیل کر دیتے ہیں۔ شیطان تو ایک ایک بندے کا خیال رکھتا ہے کہ ایک بندہ جو ہے وہ درست نہ ہو جائے کوئی ایسا بندہ ہو جو جہاں جائے وہ دوسروں کو بھی درست کرتا چلا جائے اُس پہ زیادہ توجہ دینی پڑتی ہے۔ وہ اپنی جگہ محنت کرتا ہے لیکن اللہ کریم کا اپنا وعدہ اپنی جگہ قائم ہے کہ **ان عبادی لیس لک علیھم سلطن**۔ جو میرے بندے ہوں گے اُن پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔ اب اس میں جو شرط ہے وہ یہ ہے کہ جو میرے بندے ہوں گے یعنی جن کا مقصد میری رضا ہوگا۔ اگر مقصد میں کھوٹ آ گیا' خدانخواستہ اپنی بڑائی کا خیال آ گیا' اپنی پارسائی کا خیال آ گیا یہی تو کھوٹ ہے یا دوسروں پر رعب جمانے کا خیال آ گیا یا پیسے لینے اور تحفے تحائف وصول کرنے کا خیال آ گیا تو وہ میرے بندے والی بات میں ٹوٹ پھوٹ ہوگئی پھر حفاظت نہیں رہتی۔ یہ حفاظت کا وعدہ تو ہے کہ۔

ان عبادی۔ یقیناً پکی بات ہے جو میرے بندے ہیں جو میرے لئے محنت کرتے ہیں جو میری رضا کے طالب ہیں۔ **لیس لک علیھم سلطن**۔ اُن پر تیرا کوئی بس نہیں چلے گا۔ تو کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ تو پھر بے بس ہے شیطان ہماری کمزوریاں اُسے راستے دیتی ہیں۔ ہمارے نظریات میں ارادوں میں جب کمزوریاں آتی ہیں پھر اسے بھی راستہ مل جاتا ہے۔ یہ بڑا نازک سا معاملہ ہے اور بڑا مزے دار ہے اور بڑا پُر لطف ہے اور بڑا پُر سکون ہے تو اس کی نزاکت کا بھی خیال رکھیں اور اس سے لطف لیں۔ مزا آجاتا ہے جب بندہ سکون سے بیٹھ کے اللہ اللہ کر رہا ہو ایک عجیب سا رنگ بن جاتا ہے ایک عجیب سا لطف بن جاتا ہے۔

دنیا میں جہاں تک انسانی تاریخ لوگوں کے علم میں ہے۔ مروجہ تاریخ "ہیومن ہسٹری" جہاں تک ہے۔ قرآن حکیم ہسٹری نہیں ہے حقائق ہیں' سیدھی بات بیان کرتا ہے۔ تو جہاں تک ہیومن ہسٹری لکھی گئی ہے وہاں تک انسان میں نشے کی لت پائی جاتی ہے اس پر دانشوروں نے اور اطبا نے ڈاکٹروں نے بحث کی۔ کیوں' ایسا کیوں کرتا ہے؟ نفسیات کے ماہرین نے تحقیق کی ایسا کیوں کرتا ہے؟ اُس کی بنیادی وجہ پہ اہل دانش متفق ہیں وہ یہ ہے کہ جب وہ حالات کا مقابلہ نہیں کر پاتا یا حالات سے گھبراتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ کچھ دیر میرے حواس مختل ہو جائیں' یہ یاداشتیں مجھ سے چھن جائیں اور ایک کربناک یاداشت سے مجھے کچھ دیر رہائی مل جائے تو وہ ایسی کوئی چیز کھاتا ہے یا پیتا ہے جس سے اُس کے حواس مختل ہو جائیں اور وہ یاداشتیں چھن جائیں۔ یہ ایک بنیاد ہے۔ پھر آگے کوئی بطور عیاشی کرتا ہے تو وہ الگ بات ہے لیکن اس کی بنیادی بات یہ ہے اور معلوم تاریخ انسانی جو ہے اُس میں موجود ہے۔

لیکن اگر کسی کو ذکر الٰہی نصیب ہو جائے تو اُس پر عظمت الٰہی کے سبب کوئی ایسی مصیبت اُس کے سامنے رہتی ہی نہیں جس سے اُسے خوفزدہ ہونا پڑے۔ دنیا بھر کے سارے نشے جمع کر دیں تو اُن میں وہ لطف نہیں ہے وہ صرف حواس مختل کرتے ہیں جبکہ یادِ الٰہی میں خود فراموشی بھی ہوتی ہے اور لطف کا اندازہ نہیں ہوتا۔ ایک جو لطف ہوتا ہے اور ایک جو سکون برستا ہے قلب پہ جس طرح پھولوں پہ اوس برستی ہے اور ہر پتی کا چہرہ نکھر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھیں جہاں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام تشریف لائے معاشرہ نشے سے پاک ہو گیا۔ کسی بھی زمانے میں کسی بھی زمین پہ جب بھی کوئی

www.naqshbandiaowaisiah.com

نبی آیا تو لوگوں نے حالات کی ہیبت ناکی فراموش کر دی' اُن کے سامنے حالات کی کوئی حیثیت نہ رہی' اسباب کی کوئی حیثیت نہ رہی جب اُن کا تعلق مسبب الاسباب سے بن گیا۔ تو یہ لطف لینے کی چیز ہے' دل میں بسانے کی چیز ہے اور الا بذکر اللّٰہ تطمن القلوب. دلوں کا سکون اس میں ہے لطف اس میں ہے۔ اطمینان اس میں ہے اسے اُسی پُر لطف انداز سے پُر لطف طریقے سے کیا جائے۔ میرے خیال میں ساتھ یہ خطا بھی اللہ معاف کرے میرے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی کہ میں جب ذکر کراتا ہوں تو بیس پچیس بیس بائیس اٹھارہ منٹ سے زیادہ نہیں کراتا اس کی اپنی وجوہات ہیں اس کے اپنے اسباب ہیں۔ دن بھر آپ جو ذکر کرتے ہیں' محنت کرتے ہیں، مجھے اُس پہ ایک توجہ دینا ہوتی ہے، آپ کو سکھانا نہیں ہوتا۔ جب ہم سیکھتے سکھاتے تھے ہم بھی گھنٹوں لگاتے تھے میرا تو چوبیس گھنٹے کا کام ہے اور بین الاقوامی طور پر کرانا ہوتا ہے۔ جاپان سے امریکہ کے مغربی ساحلوں تک اور چین سے امریکہ کے جنوبی ساحلوں تک احباب کو کرانا ہوتا ہے۔ سحری میں اور رات' دو ذکر تو بین الاقوامی ہوتے ہیں۔ ذکر کروانا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ اور یہ اللہ کا احسان ہے یوں تو نسبت اویسیہ کوئی جہاں بھی ہو اُسے نصیب ہوتی ہے لیکن اب اللہ نے ظاہری اسباب بھی بنا دیے ہیں کہ ان سے بات بھی ہو جائے اور انہیں باقاعدہ توجہ بھی دی جائے' لطائف بھی تبدیل کرائے جائیں' مراقبات بھی کرائے جائیں' تو جو یہاں ذکر کراتے ہیں دس پندرہ بیس بندوں کو اُنکو پتہ ہوگا کہ دس پندرہ یا بیس یا پچاس یا سو آدمیوں کو ذکر کرایا جائے تو حالت بدن کی کیا ہوتی ہے اور کتنا بوجھ پڑتا ہے اور جو دو بار بین الاقوامی سطح پہ ذکر کرائے اُس کا حال کیا ہوگا! وجود کے پرخچے اڑ جاتے ہیں' اعصاب تباہ ہو جاتے ہیں' وجود تو وہی خاکی ہے اگر وہ ان برکات کو اس طرح سے تقسیم کرتا ہے تو اُسی سے گزر کر جائیں گی تو ہے تو وہ بھی مشت غبار ہی' وہی رگ و ریشہ ہے اُس میں بھی۔ آپ صرف اپنا ذکر کرتے ہیں لطائف کرتے ہیں تو آپ کے بدن کا کیا حال ہوتا ہے۔ آپ کو شکایت ہوتی ہے کہ جی جوڑ جوڑ درد کرتا ہے، جی اعضاء ٹوٹ رہے ہیں، جی لیٹنے کو جی چاہ رہا ہے' بیٹھا نہیں جا رہا' مزاج ایسا ہو گیا ہے جیسے بخار ہوا ہوا ہے تو یہی خیال فرمائیے کہ جو بندہ بین الاقوامی طور پر ہزاروں لوگوں کو دن میں دو بار توجہ دیتا ہے، ذکر کراتا ہے پھر دوبارہ آپ کو بھی ذکر کراتا ہے تو آپ اُسکے ساتھ ذکر کرتے ہیں' انسان ہوں میں' عمر کا تقاضا بھی ہوتا ہے بے شک میں جتنی بھی ہمت کرتا رہوں لیکن وجود کی عمر کے اعتبار سے اُس کی قوت برداشت اُس کی استعداد اُس کی طاقت آہستہ آہستہ وہ نہیں رہتی اور پھر ان حالات میں! بھلے زمانوں میں بھی لوگ گوشہ نشین کر کے توجہ دیتے تھے کہ اس کا دل صاف رہے باہر کی کوئی نحوست اُس پہ نہ آئے۔ کسی سے ملے نہیں کسی سے بات نہ کرے لیکن یہاں اللہ کا احسان ہے اور عین سنت نبوی ﷺ کے مطابق کہ یہ اپنی نارمل زندگی بھرپور طریقے سے گزاریں' کاروبار کریں معاشرے میں رہیں' اپنا کام کریں' اپنا گھر سنبھالیں' ساری نارمل لائف گزاریں اور اُس کے ساتھ اللہ اللہ بھی کریں۔ ان سب حالات میں توجہ دینا اتنا آسان کام نہیں ہے ان سب چیزوں کو دیکھا جائے تو آخر میں بھی تو ایک مشت غبار ہوں' انسان ہی ہوں اور الحمدللہ نصف صدی بیت گئی یہ سلسلہ جاری ہے اور جب تک دم میں دم ہے اللہ اسے جاری رکھے۔ بلکہ یہ تو موت کے ساتھ مرتے نہیں' انشاء اللہ ابدالاباد جاری رہتے ہیں۔ اللہ کریم حق پر خاتمہ کرے اور ایمان کے ساتھ رخصت کرے جاری رہیں گے۔ تو کوشش کیجئے لطائف جتنی ہمت ہے سب کے لئے ضروری نہیں ہے کہ جتنی ہمت ہے جتنا وجود برداشت کرتا ہے اور لطائف کرانے والے نعرے نہ ماریں آرام سے مزے سے لطائف تبدیل کرائیں' اللہ کریم ہم سب کی خطائیں معاف فرمائے' محنت کو قبول فرمائے' استقامت نصیب فرمائے اپنے بندوں کے ساتھ زندہ رکھے حق پر موت دے اور اپنے بندوں کے ساتھ حشر فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

"اکرم التفاسیر" سے اقتباس۔۔۔

شیخ المکرّم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کے فی البدیہہ

خطبات پر مشتمل زیرِ طبع تفسیر قرآن حکیم

خطاب دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 05-02-18

الحمد للّٰہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علیٰ

حبیبہ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین.

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم.

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیمo

واذا قیل لھم لا تفسدو فی الارض قالو انما نحن

مصلحون.......... واذا اظلم علیھم قاموا. ولو شاء اللّٰہ

لذھب بسمعھم وابصار ھُمo ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر

o البقرہ ایت ۱۱ تا ۲۰

اللّٰھُم سبحٰنک لاعلم لنا الا ماعلمتنا انک انت

العلیم الحکیمo

مــولای صــل وســلــم دائــمــاً ابــداً

عــلــیٰ حبیبک مــن زانــت بــہِ العُصُــرُوا

آپ کو یاد ہوگا پچھلے جمعہ کو منافقین کا ذکر چل رہا تھا اور اُن کے قلبی مرض کی بات قرآن کریم نے بیان فرمائی اُن کا اگلا اقدام قرآن حکیم نے یہ ارشاد فرمایا واذا قیل لھم لاتفسدوا فی الارضo قالوا انمانحن مصلحونo جب اُن سے کہا جائے کہ اللہ کی زمین پر فساد پیدا نہ کرو تو جواب یہ دیتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ جو شخص اپنے طریقے سے یا اپنے خیال کے مطابق اپنی رائے سے اصلاح کرنا چاہتا ہے اور اُس کی رائے اللہ جل شانہ' کے حکم اور اللہ کے نبی ﷺ کی رائے مبارک کے خلاف ہوتی ہے تو وہ ایک فساد پیدا کرتی ہے۔ ایک قاعدہ ہے انسان چیزیں بناتا ہے ایک مکان بنایا گیا اُس میں کھڑکیاں بھی ہیں روشنداں بھی ہیں دروازے بھی ہیں اُس کے اندر داخلے کے لئے دروازہ رکھا جاتا ہے اب کوئی کہے کہ روشندان میں بھی جگہ ہے میں سیڑھی لگا کر روشندان سے داخل ہو جاؤں گا اور پھر اُس سے نکل آؤں گا تو یہ فساد ہوگا' مصیبت پیدا کرے گا' صحیح طریقہ نہیں ہوگا۔ جس قادر مطلق نے کائنات بنائی ہے اُس نے اُس میں رہنے سہنے کے ہر کام کے طریقے اور راستے مقرر فرمائے ہیں جو نبی کریم ﷺ نے وضاحت سے ارشاد فرما دیئے ہیں اور اسلام کا صرف زبانی فلسفہ ارشاد نہیں فرمایا گیا بلکہ اللہ کریم نے ایسے لوگ بھی حضور اکرم ﷺ کو عطا فرمائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایسی مبارک جماعت عطا فرمائی جس نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے اللہ کے احکام پر عمل کیا اور حضور ﷺ نے تصدیق فرمائی۔

تو گویا زندگی کے سارے طور طریقے نہ صرف ارشاد فرما دیے گئے بلکہ عملی طور پر وہ معاشرہ تشکیل دے کر ایسے لوگ دکھا دیے گئے اور ایک اُس پر سند بنا دی گئی کہ اس حکم کا یہ مفہوم ہے اور اس پر اس طرح سے عمل کیا جائے۔ اب کسی بھی معاملے میں جب ہم اپنی رائے استعمال کریں گے جو اُس قانون کے خلاف ہوگی تو یقیناً وہ کوئی نہ کوئی خرابی کوئی نہ کوئی تکلیف کسی نہ کسی فساد کا سبب بنے گی۔ منافقین چونکہ دل سے ایمان نہیں رکھتے تھے اور بظاہر خود کو مسلمان کہلواتے تھے لہذا عملی زندگی میں وہ آپ ﷺ کے ارشادات سے رہنمائی لینے کی بجائے اپنی عقل سے اپنے دماغ سے اپنی سوچوں سے کام کا طریقہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

متعین کرتے اور اُس پر عمل کرتے تھے اور فرمایا جب ان سے کہا جائے کہ یہ جو طریقہ کار ہے تمہارا اس سے تو روئے زمین پر فساد پیدا ہوگا.........

آج پھر ہمیں اپنے اردگرد سے لیکر روئے زمین تک جہاں تک ہماری معلومات ہیں یا جہاں تک ہماری نگاہ کام کرتی ہے ہر جگہ ہر طرف فساد نظر آتا ہے اس فساد کا بنیادی سبب کیا ہے؟ لوگوں نے اپنی محدود عقل اور اپنی ناقص رائے پر عمل شروع کر دیا ہے اور ارشادات الٰہی کو اور اُن ضابطوں کو جو نبی کریم ﷺ نے عطا فرمائے چھوڑ دیا ہے۔ اسلام صرف مسلمانوں کے لئے نہیں ہے' اسلام خدا کا قانون ہے اللہ کا قانون ہے اور اللہ کی مخلوق اور انسانوں کے لئے ہے اللہ کے بندوں کے لئے ہے خواہ وہ کہیں بھی بستے ہوں۔ ایمان بہت بڑی نعمت ہے بہت بڑا انعام ہے اللہ کا کہ ایمان کی دولت نصیب ہو لیکن اگر کسی کو ایمان نصیب نہ ہو مگر وہ اپنے کام میں اپنے کاروبار میں اپنی زندگی کے طور طریقوں میں وہ طریقے اپنا لے جو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں تو دنیا میں دنیوی خرابیوں سے بچ جاتا ہے بالکل اس طرح جس طرح کسی کافر کو دوا دی جائے تو بیماری سے صحت یاب ہو جاتا ہے' پیاسا ہو پانی پیے تو پیاس بجھ جاتی ہے اُس کا جو اُخروی نتیجہ ہے کہ وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے یا نہیں' اللہ کی عظمت کو پہچانتا ہے یا نہیں وہ الگ ہے لیکن دنیا میں اُسے اُس کا صلہ ضرور ملتا ہے اور آپ دیکھتے ہیں آج ہمارے ہاں یہ سوال بھی ہے کہ مغربی ممالک جو ہیں وہ کافر بھی ہیں اسلام کا انکار بھی کرتے ہیں اسلامی شعائر کے خلاف کرتے ہیں بڑی بے حیائی ہے بڑا سب کچھ ہے لیکن وہ ہم سے طاقتور ہیں وہ ہم سے مال و دولت میں آگے ہیں ہم سے قوت اور طاقت میں آگے ہیں ہم پر روز چڑھائی کر رہے ہیں اور ہمیں روز مار رہے ہیں۔ کبھی ہم سوچیں تو مغرب کا عروج کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ مغرب بہت پیچھے تھا بلکہ جب بغداد میں پختہ گلیاں تھیں۔ پیرس میں گھٹنوں کیچڑ ہوا کرتا تھا اور جب مسلمان دنیا کو تہذیب آشنا کر رہے تھے تو مغرب تاریکی میں جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا اور وحشیانہ زندگی بسر کرتا تھا بلکہ امریکہ وغیرہ کو تو اُس عہد میں Wild Wild West کہا جاتا تھا یعنی دو دفع Wild وحشی وحشی مغرب اور یورپ میں لوگوں کو مکان تک بنانا نہیں آتا تھا انہیں تاریخ میں The Cave Men لکھا گیا ہے غاروں میں رہنے والے لوگ۔ اسلام نے جب ایک تھوڑے سے عرصے میں ترقی کی تو انہوں نے سوچنا شروع کیا۔ میں اگلے دن مغربی مفکرین کی بات سُن رہا تھا وہ نبی کریم کی ذات عالی صفات کے بارے کہہ رہے تھے اس بات کا اقرار مغرب کے کفار بھی کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ وہ ہستی ہیں جنہوں نے صرف تئیس برسوں میں پوری انسانیت کا ماحول تبدیل کر کے رکھ دیا اور پوری دنیا کے انسانوں کو ایک نئے راستے پر چلا دیا۔ یعنی پوری انسانیت کو بدل دیا اور اتنے تھوڑے عرصے میں صرف تئیس برسوں میں یہ کام مکمل ہوا۔ اہل مغرب نے سر جوڑ کر یہ سوچنا شروع کیا کہ اسلام اتنے تھوڑے عرصے میں کس طرح پھیل گیا اور کیوں اتنے لوگ جوق در جوق اس میں شامل ہو گئے اور لوگوں کو اس سے کیا ملا؟ وہ ایمان تو نہ لائے اور انہیں ایمان تو نصیب نہ ہوا بعض خوش نصیبوں کو نصیب ہوا اکثریت کو نہ ہوا لیکن انہوں نے وہ چیزیں تلاش کیں کہ مسلمان جب بات کرتے تھے تو وہ بات پکی ہوتی تھی اُس پر دورائے نہیں ہوتی تھیں کسی کو یہ شبہ نہیں ہوتا تھا کہ مسلمان نے بات کی ہے شاید غلط کہہ رہا ہو۔ جب چیز بیچتے اور خریدتے تھے تو ناپ تول بھی پورا ہوتا تھا اور اُس کی کوالٹی بھی جیسی وہ بتاتے تھے ویسی ہوتی تھی۔ اس طرح کے کردار میں جو چیزیں تھیں اب جہاں مسلمان جاتے وہاں کی انسانیت ظلم سے بسی ہوئی ہوتی۔ طاقتور کا اپنا قانون ہوتا اور کمزور کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

سارے دکھ برداشت کرنا پڑتے تھے لیکن جب انہیں برابری کی سطح پر اسلام حقوق دیتا اور اُن کا تحفظ کرتا اور یہ تقاضا بھی نہ کرتا کہ تم مسلمان ہو جاؤ' نہیں' انسانی حقوق تمام انسانوں کے لئے ہیں زندہ رہنے کا سب کو حق ہے وہ کلمہ پڑھتے ہیں یا نہیں اُن سب کی اولادوں کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے علاج معالجے کا حق سب کو ہے روزگار کے حقوق اور روزی کے وسائل سب کا حق ہے تو جب لوگ یہ کردار دیکھتے تو وہ از خود اسلام کی طرف کھچے چلے آتے اور کلمہ پڑھتے چلے جاتے۔ اہل مغرب نے ان اعمال کو اس طرح اپنایا کہ آج بھی جب ہم اپنا حال دیکھتے ہیں تو ہم کہتے ہیں ایک ہمارے سیاست دانوں کا معروف جملہ ہے خواہ سپریم کورٹ اعلیٰ عدالت عالیہ فیصلہ کرے تو وہ کہتے ہیں "یہ کیس کا فیصلہ نہیں ہے بریف کیس کا فیصلہ ہے" یعنی نوٹوں کا بریف کیس دیا گیا اور یہ فیصلہ لکھوایا گیا۔ جبکہ مغرب میں آج بھی ہم سے ہزاروں گنا بہتر انصاف کرتی ہیں عدالتیں۔ گو وہ اپنے قاعدے سے کرتی ہیں لیکن انہیں کوئی سفارش یا کوئی رشوت متاثر نہیں کرتی۔ یہ بات انہوں نے کہاں سے لی اسوہ حسنہ ﷺ سے۔ یورپ میں آپ ایک چیز خریدتے ہیں چیزیں دکانوں پہ لگی ہوتی ہیں شوکیسز میں دکھانے کے لئے آپ کو ایک چیز پسند آئی آپ نے کہا جی مجھے یہ چاہیے وہ کہتے ہیں جی اسی کا ہم پیک آپ کو دیتے ہیں' بند پڑی ہے وہ دیتے ہیں یہ بطور نمونہ دکھانے کے لئے رکھا ہے۔ وہ آپ کو ایک لفافہ تھما دیتے ہیں۔ آپ نے ایک نیا سویٹر خریدا ایک کوٹ خریدا گھر جا کر کھولا تو اُس میں کوئی نقص نکل آیا کوئی بٹن ٹوٹا ہوا ہے یا کہیں سے پھٹا ہوا ہے یا کہیں پیکنگ میں اُس میں کوئی نقص آ گیا تو آپ ایک ٹیلی فون کرتے ہیں دکان پہ کہ میں نے آپ سے کوٹ خریدا یا سویٹر خریدا اور گھر آ کے کھولا اُس میں یہ خرابی ہے اب یہ دکاندار کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرا اور صحیح دے۔ اپنا آدمی بھیجے اور آپ کے گھر سے جو خراب ہے وہ اٹھا لے اور صحیح والا بھیج دے۔ ہمارے ہاں آپ دکان سے خرید کر نکلے باہر آ کر دیکھا یہ چیز تو خراب ہے آپ واپس گئے وہ کہتا ہے آپ ہمارے ہاں کب آئے تھے۔ میں تو آپ کو نہیں پہچانتا۔ رسید پر لکھا ہوا ہوتا ہے خریدا ہوا مال واپس نہ ہوگا ہم نے لکھ کر رکھا ہوا ہوتا ہے رسیدوں پر جو رسید دکاندار دیتا ہے وہ کہتا ہے رسید دیکھو لو بھئی خریدا ہوا مال آپ نے خرید لیا بس ٹھیک ہے۔

حالانکہ نبی کریم ﷺ بازار سے گزرے تو غلے کا ایک ڈھیر تھا اور گندم میں جب ہم کاشت کار گندم صاف کرتے ہیں تو عموماً اُسے صاف کرتے وقت ایک حد تک اُس میں مٹی اور خاک آ جاتی ہے تو اکثر اُسے پانی سے گزار دیا جاتا ہے تو مٹی پانی میں حل ہو جاتی ہے اور دانے الگ ہو جاتے ہیں نکھر جاتے ہیں تو بازار میں گندم کا ڈھیر لگا ہوا تھا جو پانی سے ایک دفعہ گزاری گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے گزرتے ہوئے دست مبارک اُس کے اندر ڈالا۔ اندر ایک حد تک تراوت موجود تھی اوپر سارے دانے خشک تھے لیکن اندر تھوڑی سی تراوت تھی آپ ﷺ نے دکاندار سے فرمایا کہ گاہک کو بتانا ہاتھ ڈال کر دیکھ لے اندر ذرا نمی اس میں موجود ہے۔ یہ نہ ہو کہ باہر کے خشک دانے دیکھ کر جائے اور گھر جا کر دیکھے تو آدھے اُس میں گیلے بھی ہوں اور آدھے خشک ہوں' ایسا نہیں ہونا چاہئے اگر کوئی آئے تو اُسے یہ بتا دینا کہ اسے صاف کیا گیا ہے اور اس کے اندر نمی بھی ہے پھر وہ پسند کر کے خریدے۔

ہٹلر نے جب پوری دنیا کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا اور انگریزوں کو اُس نے اسقدر مارا اسقدر مارا کہ شاید ہی لندن کا کوئی مقام سلامت رہا ہو۔ لندن کی پوری آبادی زیر زمین ریلوے میں پناہ گزین ہو گئی تھی زیر زمین چلی گئی تھی اور غالباً ہزار ہزار جہازوں کا فلیٹ آتا تھا جو شہر پہ بمباری کرتا تھا اُس عالم میں انگریزوں نے مسٹر چرچل کو وزیر اعظم بنایا تو اُس سے کسی نے کہا کہ تمہیں امید ہے کہ ہم بچ

www.naqshbandiaowaisiah.com

جائیں گے تم جو اس حال میں وزارت عظمیٰ سنبھال رہے ہو کوئی بچنے کی امید نہیں تو چرچل کا یہ عجیب جملہ ہے اُس نے کہا "کیا مجھے تم یہ بتا سکتے ہو کہ ہماری عدالتیں انصاف کرتی ہیں" اُس نے کہا "بالکل ہماری عدالتوں میں انصاف ہوتا ہے" تو چرچل نے کہا "جب تک ہم انصاف کرتے ہیں تب تک ہمیں کوئی مٹا نہیں سکتا"۔

لیکن یہ طریقہ سکھایا کس نے؟...... محمد رسول اللہ ﷺ نے۔

امریکہ کے صدر کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا ایک وکیل کو جج مقرر کر دیا گیا اور ہم نے یہاں بھی ٹیلی ویژن پر دیکھا کہ چار گھنٹے وہ جرح کرتا رہا اور امریکی صدر بیٹھا جواب دیتا رہا ایک عام عدالتی لوہے کی کُرسی پر بیٹھا رہا جواب دے رہا تھا تو ایک دوست مجھ سے کہنے لگا کہ امریکہ ابھی برباد نہیں ہوگا۔ ابھی یہ وقت لے گا میں نے کہا تم نے کہاں سے دیکھا؟ کہنے لگا دیکھو جہاں انصاف کا یہ عالم ہے کہ صدر پر قوم کو اعتراض ہے اور ایک وکیل کو جج بنا دیا گیا اور وہ چار گھنٹے امریکہ جیسے ملک کے صدر سے بحث اور جرح کر رہا ہے اور وہ لوہے کی کُرسی پر بیٹھا جواب دے رہا ہے۔ جب تک یہ اصول ان کے پاس ہیں یہ جلدی برباد نہیں ہوں گے۔

ہم غلط کرتے ہیں اُس کے لئے تاویلیں گھڑتے ہیں اور جواز پیدا کر رکھے ہیں جو مسجد میں گولی چلاتا ہے اُسے آپ علیحدگی میں پوچھیں کہ بھئی! تم نے نمازیوں کو کیوں مار دیا؟ تو اُس کے اپنے پاس جواز ہے میں نے اس لئے کیا۔ میرے ساتھ یہ ظلم ہوا تھا۔ بھئی تمہارے ساتھ ظلم ہوا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ تم دوسروں پر ظلم کرنے لگو۔ اپنے ظلم کا مداوا تو کرو لیکن آپ پر ظلم ہوا یہ اس بات کی سند تو نہیں ہے کہ آپ کو اجازت مل گئی کہ آپ دوسروں پہ ظلم کرنا شروع کر دو۔ تو یہ حال جو ہے کہ گناہ اور خلاف ارشاد نبوی ﷺ کام کیا جائے پھر اُس کی تاویلیں گھڑی جائیں یہ منافقوں کا کردار ہے۔ فرمایا جب اُن سے کہا جاتا ہے۔

لاتفسدوا فی الارض. یہ کام جو تم کرنے چلے ہو اس سے تو روئے زمین پر فساد پیدا ہوگا تو کہتے ہیں۔ قالو انما نحنُ مصلحون۔ بھئی! ہم تو بہتری کے لئے اور لوگوں کی بھلائی کے لئے کر رہے ہیں۔ اللہ کریم فرماتے ہیں۔

الا انھم ھم المفسدون. یادرکھو! یقیناً یہی لوگ فساد پیدا کرنے والے ہیں۔ ولکن لا یشعرون. لیکن انہیں شعور ہی نہیں ہے اُن کا اپنا شعور مسخ ہو چکا ہے۔ نفاق کی وجہ سے ان کی سمجھ جواب دے گئی ہے اور پھر جب ان سے کہا جائے۔

واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس. بھئی! اُس طرح سے ایمان لاؤ جس طرح سے تمہارے اردگرد کے دوسرے لوگ ایمان لائے۔ ایسا ایمان لاؤ جیسا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا ہے۔ وہ عقیدہ اختیار کرو جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا ہے وہ کردار اختیار کرو جو اُن کا ہے تو گویا یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے کہ قرآن کے معیاری مسلمان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں قرآن کی تفسیر صحابہ کرام کا کردار ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشادات کا مفہوم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا کردار ہے۔ اب اگر کوئی گرائمر کی رو سے اور منطق کا زور لگا کر اور صرف ونحو کا زور لگا کر مختلف معنی گھڑنا چاہے تو وہ نا قابل قابل ہوں گے۔ پوچھا یہ جائے گا کہ جو مفہوم اس آیت کریمہ کا آپ بتا رہے ہیں یا جو اس حدیث مبارکہ سے نتیجہ آپ اخذ کر رہے ہیں کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے یہی سمجھا تھا؟ اور صرف اس ایک سوال پر سارے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں صرف یہ ایک ایسی سند ہے کہ اگر اس پہ سارے لوگ متفق ہو جائیں تو سارے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی اختلاف رہتا ہے تو وہ رہتا ہے جو باعث برکت ہوتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے یعنی اُس بات کے دو چار پانچ مثبت پہلو ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو پہلو بھی لیا مثبت لیا۔

اختلاف صحابہ رضوان اللہ اجمعین اس طرح کا ہے کہ اُسے "مشاجراتِ صحابہ" کہا جاتا ہے۔ "مشاجرہ" شجر سے بنا ہے یعنی جس طرح درخت کی شاخیں ایک دوسرے میں الجھتی ہیں تو اور گھنی ہو جاتی ہیں سایہ گھنا ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے اختلافات نے امت کے لئے سایہ گھنا کر دیا۔ مثلاً حضور اکرم ﷺ جب غزوہ خندق سے پلٹے تو حکم دیا کہ عصر کی نماز جو ہے وہ بنو قریظہ پہنچ کر پڑھو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اُس طرف چل دیئے۔ نبی کریم ﷺ بعد میں تشریف لائے۔ اب راستے میں عصر کا وقت ہو گیا تو بعض کی رائے یہ ہوئی کہ حضور ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ جلدی پہنچو نماز تو وہاں پہنچ کر بھی پڑھنی ہے تو نماز کو موخر کیوں کیا جائے۔ اتنا ہی وقت وہاں جا کر نماز کو دینا ہے تو کیوں نہ یہاں پڑھ لی جائے۔ لہٰذا ہم یہاں نماز پڑھیں گے۔ کچھ لوگوں نے کہا نہیں یہ تو بڑی واضح بات ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہے وہاں پہنچ کر نماز پڑھو بات ختم ہو گئی کچھ لوگوں نے وہاں پہنچ کر نماز پڑھی۔ کچھ نے راستہ میں پڑھ لی۔ پھر حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ بات رکھی گئی کہ حضور ﷺ یہ اختلاف ہو گیا۔ آپ ﷺ نے سکوت فرمایا آپ ﷺ نے کسی پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا کہ بات کے دونوں پہلو سامنے آ گئے تھے تعمیل ارشاد میں بھی تاخیر نہیں ہوئی انہوں نے وہاں ادا کر لی انہوں نے وہاں ادا کر لی۔ تو بات کے دونوں پہلو دو رخ سامنے آ گئے لیکن دونوں مثبت ہیں کہ تعمیل ارشاد بھی ہو گئی نماز بھی ادا ہو گئی۔ اس لئے انہیں "مشاجراتِ صحابہ" کہا جاتا ہے۔ تو جب انہیں کہا جائے کہ بھئی اُس طرح مانو۔ آج ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے جو عقیدے ہیں ایک چھوٹی سی بات آپ نوٹ کر لیجئے۔ آج ہم اذان کہنا شروع کرتے ہیں تو سمجھ نہیں آتی ابتدا کہاں سے اور اذان ختم کہاں ہوئی۔ اُس کے پہلے ہم نے اتنا کچھ لگایا ہوا ہوتا ہے اُس کے آخر ہم اتنا کچھ لگا لیتے ہیں کہ سمجھ نہیں آتی کہ اذان کہاں سے شروع ہوئی اور کہاں ختم ہو گئی۔ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اس طرح اذان دیتے تھے؟ اس طرح اذان ہوتی تھی عہد نبوی ﷺ میں؟ نہیں ہوتی تھی تو ہم غلط کر رہے ہیں! اب ہمارے پاس جواز یہ ہے کہ جی ہم درود ہی تو پڑھتے ہیں۔ درود ضرور پڑھیں رات دن پڑھیں لیکن درود شریف اذان کا حصہ تو نہیں آپ اذان میں کیوں داخل کرتے ہو درود شریف پڑھنے سے کوئی نہیں روکتا لیکن اذان کا حصہ تو نہیں۔ اذان تو وہی ہے جو بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے دلوائی گئی اور سارے عہد صحابہ میں اور آج تک وہی آ رہی ہے تو اس طرح سے ہم عبادات میں اگر اضافے اور کمیاں بیشیاں کر رہے ہیں تو معاملات میں ہم کہاں پہنچے ہوں گے!

ایک شخص ایک دفعہ مجھ سے کہنے لگا کہ بھئی! اللہ کا نام ہی ہے تو اب میں چائے پی رہا ہوں تو اگر میں دو کپ پی لیتا ہوں تو کیا حرج ہے ایک کی بجائے' اگر کوئی اذان کہتا ہے یا اگر کوئی جنازہ پڑھتا ہے دعا مانگتا ہے تو کیا ہے اللہ اللہ ہی کرتا ہے کرنے دو۔ میں نے کہا نہیں۔ اللہ کا نام ہی ہے فجر کی نماز میں آپ تین رکعتیں پڑھیں چار رکعت پڑھیں میں فارغ ہوں آپ فجر کی چھ رکعت فرائض کی پڑھیں تو وہ ادا ہو جائے گی؟ نہ دو سے کم ہوگی نہ دو سے زیادہ۔ دو ہی رکعت فرض کی پڑھیں گے فجر کی اس لئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے دو ہی پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ دین ہے یہ آپ کے ہوٹل کی چائے نہیں ہے۔ اس میں وہی نیکی ہے جو حضور ﷺ کے حکم کے مطابق ہو اُس سے کم کرے یا زیادہ کرے دونوں طرح دین سے نکل جائے گا' نیکی نہیں رہے گی تو حرج کیا ہے فجر کی رکعت اگر کوئی چار پڑھ لیتا ہے تو

باقی رکعت میں بھی الحمد شریف ہی پڑھے گا رکوع سجود ہی کرے گا لیکن چاروں باطل ہو جائیں گی۔

فرمایا جب انہیں کہا جائے کہ دوسرے لوگوں کی طرح جو تمہارے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اُن کی طرح ایمان لاؤ تو کہتے ہیں۔ تو بے وقوف لوگ ہیں انہیں جو کہا جائے اُسی پہ عمل کرتے ہیں۔ ہم عقلمند دانا لوگ ہیں ہم بات کو پرکھتے ہیں سوچتے سمجھتے ہیں۔

قالوا انومن کما امن السفھاءُ ان پاگلوں نے بے وقوفوں نے جس طرح مان رکھا ہے ہم اسی طرح مان لیں۔ فرمایا الا انھم ھُم السفھاءُ۔ یادرکھو! جس کا عقیدہ جس کا عمل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے عمل وعقیدہ کے خلاف ہے وہ خود بے وقوف ہے۔ بے وقوف وہ ہے جو اس پاکباز جماعت سے اختلاف کئے پھرتا ہے اس لئے بے وقوف ہے کہ جسے یہ نیکی سمجھ رہا ہے یہ اس کے لئے عذاب کا سبب اور گستاخی قرار پائے گی۔ ایک آدمی تو گناہ کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں گناہ کر رہا ہوں اس پر سزا ہوتی ہے ایک سمجھتا ہے کہ میں نیکی کر رہا ہوں اور اُس پر جوتے پڑتے ہیں تو کتنی بے وقوفی ہے! فرمایا بے وقوف یہ ہیں کہ جو اپنی طرف سے عقلمند ہونے کا دعویٰ کر کے اپنی پسند کی تعبیریں گھڑ رہے ہیں لیکن اس پر انہیں سزا ہوگی۔ ولکن لایعلمون لیکن انہیں اس بات کا علم نہیں ہے ان میں اتنی استعداد ہی نہیں ہے کہ اس بات کو جان سکیں۔

واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ جب ایمان داروں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں بالکل ہم مانتے ہیں۔ ہم ایمان لائے ہم بالکل یقین رکھتے ہیں یعنی جب کسی نیک آدمی سے ملتے ہیں تو بڑی دینی باتیں کرتے ہیں اپنے آپ کو بڑا دین دار ظاہر کرتے ہیں۔ واذا خلوا الی شیطینھم اور جب اپنے شیطانوں اور اپنے ہم جولیوں میں الگ بیٹھتے ہیں تو۔ قالوا انا معکم تو کہتے ہیں ہم تو آپ لوگوں کے ساتھ ہیں۔ انما نحن مستھزءون۔ انہیں تو ہم مذاق کر رہے تھے۔ انہیں بیوقوف بنا رہے تھے۔ بھلا یہ ملاؤں کی باتیں کوئی سننے کے لائق ہیں یا کوئی بندہ انہیں مانتا ہے۔ اس زمانے میں ان پرانی باتوں میں کیا رکھا ہے ان پرانے رسومات ورواجات میں رکھا کیا ہے ہم تو ان باتوں کو نہیں مانتے ہم تو آپ لوگوں کے ساتھ ہیں روشن خیال اور ترقی پسند ہیں ہم تو زمانے کا ساتھ دینے والے لوگ ہیں۔ انما نحن مستھزءون۔ ان سے تو ہم مذاق کر رہے تھے۔ فرمایا

اللّٰہ یستھزی بھم۔ اللہ ان سے مذاق کرتا ہے۔ شان باری تعالےٰ سے بعید ہے مذاق کرنا تو جب اس طرح کا کوئی لفظ اللہ کریم کی ذات کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس طرح کی کوئی صفت اللہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے تو اُس سے معنٰی بعید مراد ہوتا ہے۔ معنٰی بعید وہ ہوتا ہے جو نتیجہ ہوتا ہے مثلاً آپ کسی سے مذاق کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو دس ہزار انعام دے دیا اور آپ دیتے نہیں ہیں تو اس میں اُس کی سبکی بھی ہے کہ وقتی طور پر خوش ہوا پچاس بندوں کو بتا دیا پھر اُسے ملا بھی کچھ نہیں۔

نتیجتاً محرومی حصے میں آئی ہے تو جہاں فرمایا گیا۔ اللّٰہ یستھزی بھم کہ اللہ ان سے ایسا سلوک کرتا ہے کہ وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ اپنی جگہ خوش پھرتے ہوتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ پا لیا لیکن نتیجتاً محروم ہو جاتے ہیں۔ جب یہ استھزاد کا لفظ اللہ جل شانہٗ کی طرف بولا جائے گا تو معنی بعید مراد لیا جائے گا۔ تو فرمایا اللہ اُن سے مذاق فرماتا ہے یعنی انہیں محروم کر دیتا ہے اور اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ ویمدھم فی طغیا نھم یعمھون اور وہ اپنی گمراہی میں مزید سرگرداں رہتے ہیں اور بھٹکے رہتے ہیں اور آگے سے آگے چلتے چلے جاتے ہیں جو بالآخر اُن پر اُخروی تباہی کا سبب بنتی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اولئک الذین اشتروا الضللۃ بالھدی کیسے لوگ ہیں؟ نفاق کیا ہے؟ اللہ پناہ دے کہتے رہنا میں مسلمان ہوں' کلمہ پڑھتے رہنا نمازیں پڑھتے رہنا' روزے رکھتے رہنا حج ادا کرنا' زکوٰۃ دینا لیکن کردار کی اصلاح نہ کرنا اور دنیوی لالچ میں آکر کردار میں برائیاں پیدا کر لینا' چند ٹکوں کے عوض جھوٹ بول لینا' چند سکے کمانے کیلئے دھوکا دے دینا' کردار کی اصلاح نہ کرنا تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی خرید لی اور بدلے میں ہدایت کو چھوڑ دیا نتائج تو عملی زندگی پر ہوں گے زبانی قول پر تو نہیں! کوئی کہتا ہے میں نے زہر کھالیا تو کہنے سے نہیں مرتا لیکن اگر کوئی یہ اعلان نہ بھی کرے اور عملاً زہر کھالے تو مر جائے گا' نتائج عمل پر مرتب ہوتے ہیں۔ تو ایسے بد بخت ہیں کہ انہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی کو اپنایا گویا انہوں نے ایسا کاروبار کیا کہ ہدایت تو جیسے سکہ دیا جاتا ہے اُس طرح خرچ کر دیا اور گمراہی خرید لی۔ فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین ○ یہ تجارت انہیں کبھی فائدہ نہ دے گی اور نقصان کیا ہوگا کہ یہ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہم یہ بات اپنے ارشادات میں لکھتے ہیں کہ یہ دین میں جو نئی نئی رسومات ایجاد کی جاتی ہیں اور انہیں پھر عبادت سمجھا جاتا ہے یہ ایسی بدبختی ہے جسے شریعت بدعت کہتی ہے۔ بدعت کیا ہے؟ کوئی نئی رسم آپ ایجاد کریں اور اُسے عبادت قرار دیں۔ جسے اللہ نے عبادت قرار نہیں دیا نبی کریم ﷺ نے عبادت قرار نہیں دیا فرماتے ہیں کہ بدعت کی مصیبت یہ ہے کہ بندے کو توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ یعنی جو گناہ کو گناہ سمجھ کر رہا ہے ممکن ہے اُسے کسی وقت احساس ندامت ہو جائے لیکن جو نیکی سمجھ رہا ہے تو نیکی سے توبہ وہ کب کرے گا حالانکہ وہ نیکی ہے نہیں تو وہ فرماتے ہیں بدعت کی ایک مصیبت یہ ہے کہ اس سے توبہ نصیب نہیں ہوتی اور یہی بات یہاں قرآن نے فرمادی کہ وما کانوا مھتدین. یہ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے چونکہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اُسے یہ بھلا سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھا کر رہے ہیں۔ اب نیکی سے توبہ کون کرے گا۔ جو سمجھتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہو رہی ہے بُرائی ہو رہی ہے وہ تو توبہ کرے۔ کبھی اُسے احساس ہو سکتا ہے کہ میں اب نہ کروں لیکن جو کچھ کرتا ہے اُسے وہ اچھا اور بھلا اور نیکی بھی ہے تو نیکی سے توبہ کون کرے گا! فرمایا۔ فما ربحت تجارتھم اُن کی یہ تجارت انہیں فائدہ نہیں دے گی اور سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا کہ انہیں کبھی ہدایت نصیب نہیں ہوگی۔

مثلھم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ماحولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمت لا یبصرون ○ ان کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی شخص نے آگ جلائی ہو رات کی تاریکی میں روشنی حاصل کرنیکے لئے جب وہ خوب روشن ہو جائے اور اُس کا اردگرد اُس آگ نے روشن کر دیا اور ماحول نظر آنے لگا اونچی نیچی جگہ دکھائی دینے لگی گھاس جھاڑی نظر آنے لگی کہاں پتھر پڑا ہے کہاں صاف جگہ ہے دکھائی دینے لگا۔ ذھب اللہ بنورھم. اللہ اُس کا سارا نور سلب کر لے اللہ اُس کی ساری روشنی سلب کر لے اور اُسے تاریکیوں میں چھوڑ دے جس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا ہو۔ یعنی منافقین، دعویٰ ایمان کرنے کے بعد کافرانہ کردار کے حامل لوگ جنہوں نے دعویٰ ایمان کو صرف دنیوی فائدے کے لئے اور مسلمانوں کی مردم شماری میں شامل ہونے کے لئے اختیار کر لیا کردار وہی کافرانہ رہا، فرمایا تاریکی میں تو یہ لوگ بھٹک رہے تھے پھر انہیں ایمان کی روشنی نصیب ہوئی پھر جو کردار انہوں نے اپنایا وہ اُس کا سبب بن گیا کہ اللہ نے وہ روشنی سلب کر لی۔ اب ایک شخص مسلسل تاریکی میں رہ رہا ہو تو کسی حد تک اُسے کچھ نہ کچھ سجھائی دیتا رہتا ہے لیکن تاریکی میں کسی کو

آپ روشنی عطا کردیں ایک بلب لگادیں آگ جلادیں روشن ہوجائے تو پھر اچانک وہ روشنی بجھ جائے تو کچھ بھی سجھائی نہیں دیتا۔ فرمایا انہوں نے ایمان کا اعلان کیا اللہ نے ان کے سامنے روشنیاں بکھیر دیں۔ انہوں نے کافرانہ کردار اپنایا اور وہ نور سلب ہوگیا۔ اب یہ ایسے اندھیرے میں ہیں جس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ یہ نفع نقصان کی بات کیا سمجھیں گے یہ بہتری اور بھلائی کو کیا جانیں گے ان کا حال تو یہ ہوگیا ہے جسے صُمٌ، بکمٌ، عمیٌ، فھُم لا یرجعُون۔ جیسے ان کی زبان قوت گویائی کھوچکی ہو گونگے ہوچکے ہوں آنکھیں دید سے محروم ہوچکی ہوں اور کان سماعت سے محروم ہوں یہ تو گونگے بہرے اندھے ہوچکے ہیں اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ فھُم لا یرجعون۔ یہ واپس بھی نہیں آئیں گے۔ جو استعداد بھی کھوچکے۔ یعنی رسومات کو نیکی سمجھنا یا اپنے عقل سے اٹکل پچو سے کام بنا کر اُسے عبادت قرار دینے والے کو واپسی کا راستہ بھی بھول جاتا ہے۔

او کصیبٍ من السماءِ۔ یا ان کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان برس پڑا ہو موسلا دھار بارش ہو رہی ہو۔ فیہِ ظلُمٰتٌ، ورعدٌ، وبرقٌ۔ اُس میں ہر طرف تاریکی پھیلادی گئی ہو کچھ نظر نہ آتا ہو اور اُس میں بجلی کی گرج بھی ہو چمک بھی ہو۔ یجعلون اصابعھُم فی اذانِھم من الصواعِق حذر الموت۔ اب یہ موت کے ڈر سے اور بجلی سے بچنے کے لئے اُن کے پاس کیا ہے کہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ یعنی بودے حیلے کرتے ہیں اب اگر کسی پر بجلی ہی گرتی ہے تو اُس نے کانوں میں انگلیاں دے رکھی ہوں تو بھی تباہ کردے گی نہ دے رکھی ہوں تو بھی یہ کوئی بچنے کا سبب تو نہیں ہے۔ اس طرح فرمایا کہ جس طرح کوئی بارش میں گھر جائے جس میں بجلی کی گرج بھی ہو چمک بھی ہو ہر طرف کچھ سجھائی نہ دیتا ہو تو یہ بچنے کے لئے کیا کر رہے ہیں، اللہ کی پناہ میں نہیں آتے، اسلام جو اللہ نے ایک قلعہ بنا دیا اُس کے اندر داخل نہیں ہوتے، سنت نبوی ﷺ جو حفاظت کا سبب ہے اُسے نہیں اپناتے اپنا اٹکل پچو لگاتے ہیں کہ چلو بجلی کڑک رہی ہے کانوں میں انگلی دے لو۔ بھئی! کانوں میں انگلی دینا تجھے کیا تحفظ عطا کرے گا۔ یعنی بودی تدبیریں کرتے ہیں کہ شاید اسی طرح ہم موت سے بچ جائیں گے۔

کلما اضاء لھُم مشوا فیہ۔ جب بجلی چمکتی ہے تو روشنی ہوتی ہے، دو چار قدم چل لیتے ہیں۔ و اذا ظلم علیھم قاموا۔ یعنی جب پھر تاریکی چھا جاتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنی کبھی جب اللہ کے بندوں سے یا دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین سے کوئی بات سنتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایسا کرنا چاہیے، تھوڑی سی چمک تھوڑی سی روشنی نظر آتی ہے لیکن پھر جب اپنے ضمیر پہ جاتے ہیں پھر وہ اپنی بات اپنے دوستوں کی بات اپنی سوسائٹی اور اپنے ایک جو اُن کا گٹھ جوڑ ہے اُس کی بات نظر آتی ہے تو پھر اُس روشنی پر چلنے سے رُک جاتے ہیں۔ اگر اللہ چاہتا تو اُن کی قوت شنوائی بھی سلب کر لیتا، اُن کی قوت بینائی بھی سلب کر لیتا، اس لئے کہ اللہ ہر چیز پہ قادر ہے اور تم اپنی قوت سماعت اور اپنی بصارت کی بھی توہین کر رہے ہو کہ جب روشنی نظر آتی ہے تو اُس روشنی سے چمٹ کیوں نہیں جاتے پھر اُسے چھوڑتے کیوں ہو۔ جب حق بات سنتے ہو تو اُس حق بات کو اختیار کیوں نہیں کر لیتے اُسے چھوڑ کیوں دیتے ہو۔ فرمایا ہونا تو یہ چاہیے کہ ایسے گستاخ لوگوں سے قوتِ گویائی اور قوتِ بصارت اور اُن کی سماعت سلب کر لی جائے اس لئے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے لیکن وہ پھر وقت عطا کرتا ہے، فرصت عطا کرتا ہے، مہلت عطا کر دیتا ہے۔ اپنے احکام اپنے ارشادات اور اپنے نبی ﷺ کے ارشادات کو پہنچانے کا اہتمام فرماتا ہے ایسے لوگ پیدا کرتا رہتا ہے جو سیدھی کھری کھری سچی بات کہتے رہتے ہیں پہنچاتے رہتے ہیں، بند

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہیں کرتا لوگوں پر یہ اُس کا احسان ہے۔ فائدہ کس کو ہوگا؟ فائدہ وہی پائے گا جو خلوص نیت سے حق کو قبول کرے گا اور اپنے کردار کو اُس میں ڈھالنے کی پوری کوشش کرے گا۔ جو کمی رہ جاتی ہے بشری کمزوریوں کے سبب اُسے معاف کرنا اُس رحیم و کریم کا کام ہے لیکن مقدور بھر جتنا وہ کر سکتا ہے اتنی کوشش تو وہ کرے اب اُس میں اگر کمی رہ گئی تو وہ اُس کی رحمت بہت وسیع ہے لیکن اگر کوئی شخص سرے سے کوشش ہی نہیں کرتا اور احکام کی توجیہات از خود اپنی طرف سے گھڑتا رہتا ہے اُس کا انجام وہی ہوتا ہے جو ایسے لوگوں کا ہونا چاہیے۔

اللہ کریم ہمیں نفاق جیسی بڑی مصیبت سے اپنی پناہ میں رکھے ایک ہوتا ہے کہ عقیدۂ منافقین ہو جانا یا کافر ہو جانا اللہ اُس سے بھی پناہ میں رکھے۔ ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ آدمی سمجھتا ہے میرا عقیدہ تو ٹھیک ہے تو عمل کا کیا ہے، خیر ہے جب میں مسلمان ہوں تو بخشا جاؤں گا۔ میرے بھائی! کلمہ وہی مقبول ہوگا جو عمل میں تبدیلی لانے کا سبب بنے گا۔ ایک شخص کہتا ہے میں نے کھانا کھا لیا اور کھاتا نہیں ہے تو کیا وہ بھوکا نہیں مرے گا؟ یہی عالم کلمے کا ہے، ہم نے کلمہ پڑھ لیا اور اُس پر عمل نہیں کرتے کلمے نے جو ذمہ داریاں ہم پر عائد کی ہیں اُن کو پورا نہیں کرتے کلمہ طیبہ نے ہمارے لئے جو حدود و قیود مقرر کر دی ہیں اُن کے اندر ہم نہیں رہتے تو اللہ پناہ دے پھر نتیجہ تو خراب ظاہر ہوگا۔ اپنی بھرپور سعی کرنی چاہئے عقائد و نظریات وہ ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائے اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے سمجھے اور اُن پر عمل کیا۔ کردار وہ ہو جو اللہ کے حبیب ﷺ نے سمجھایا اور حضور ﷺ کے سامنے صحابہ نے اُس پر عمل کر کے دکھایا پھر بشری کمزوریوں کی وجہ سے اُس میں کوئی کمی رہ جائے تو اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے لیکن صرف نظر کر لینا اور توجہ ہی نہ کرنا اور پرواہ ہی نہ کرنا اللہ ایسے حال سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

صبر کیا ہے؟

اس کا لغوی معنی ہے باگ کھینچ لینا، رک جانا یعنی اللہ کی اطاعت پہ اس طرح جم جانا کہ نافرمانیوں کو دھکیل کر اپنا راستہ بناتے چلے جانا یعنی ہر طرح کے گناہوں کو اٹھا کر پھینک دینے کی قوت حاصل کرنا۔

اقتباس از "کنز الطالبین"

تعاون ایکسپورٹر اینڈ مینوفیکچرز آف ہوزری گارمنٹس

U.K گارمنٹس انٹرنیشنل

پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد فون 041-665971

www.naqshbandiaowaisiah.com

المرشد سے انتخاب
جشن آزادی......؟

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 12-08-2000

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

اگست کا مہینہ ہے سرکاری سطح پر بھی اور سیاسی سطح پر بھی جشن آزادی منانے کی تیاریاں زوروں پر ہیں یقیناً اس کا خرچہ بھی اربوں تک جائے گا۔ چونکہ کروڑوں کا خرچ تو یہ قوم بسنت منانے پہ کرتی ہے تو جشن آزادی جب سرکاری اور غیر سرکاری طور پر سارے ملک میں منایا جائے گا تو اربوں روپے اس پر بھی صرف کئے جائیں گے۔ لیکن میرے خیال میں یہ جشن آزادی ان لوگوں کو منانا چاہئے جو واقعی آزاد ہوں۔ اور اس کا نام جشن آزادی جو ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ جشن نہیں بلکہ ایک یادگار دن ہوتا ہے اور اس دن آنے والی نسلوں کو حصول آزادی کے لئے جو قربانیاں دی گئیں اور اس ضمن میں جو مشکلات پیش آئیں اور جو قیمت ادا کی گئی اس سے آگاہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی اس آزادی کو ایک عام سی بات نہ سمجھیں ان کے علم میں ہو کہ اس کے لئے کتنی جانیں دی گئیں، کتنے گھر قربان ہوئے، کتنی جاگیریں اجڑیں، کتنی عزتیں لٹیں اور کتنے لوگ قید و بند کی صعوبتوں سے گزرے، کتنے لوگوں کے وجود خاک میں ملے تب جا کر کچھ لوگوں کو آزادی نصیب ہوئی۔ لہذا جو قوم آزاد ہیں انہیں اپنی آزادی کا دن بطور خاص بطور یادگار اس لئے منانا چاہئے کہ آزادی کی جدوجہد کا جو سارا قصہ ہے وہ آنے والی ان نسلوں کو سنایا جائے جو اس کاوش میں شریک نہ تھیں یا اس وقت موجود نہ تھیں۔ تاکہ یہ بطور امانت سینوں میں منتقل ہوتا رہے اور آزادی کی قدر و قیمت کا احساس سب کو رہے لیکن یہ ان قوموں کا حق ہے جو آزاد ہیں۔

علمائے کرام کو یاد ہوگا کہ انگریز کی حکومت میں جب امن قائم ہو گیا، جب جھگڑے ختم ہو گئے، سکھوں کی حکومت بھی ختم ہو گئی، ریاستوں نے سرنگوں کر دیا اور بنگال سے لے کر کابل کی سرحد تک اور ہمالیہ سے دکن تک تاج برطانیہ کی حکومت قائم ہو گئی، ملک میں امن قائم ہو گیا، ایک قانون کی عملداری ہو گئی، عدالتیں بن گئیں، زمین کے بندوبست ہو گئے تو بظاہر تو سارا امن قائم ہو گیا، اب سوال یہ پیدا ہوا کہ جب انگریزوں کے خلاف جہاد ہو رہا تھا، مسلمان جنگ آزادی لڑ رہے تھے تو اس وقت تو برصغیر دارالحرب تھا اب کیا یہ دارالامن قرار پائے گا تو علما کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ برصغیر مسلمانوں کے لئے دارالحرب ہے وہ فیصلہ آج بھی اکابر کے فتاویٰ میں موجود ہے اور اس میں جو وجہ بیان فرمائی گئی وہ یہ تھی کہ بظاہر قتل و غارت گری نہ سہی لیکن مومن کی معاش پر کافر کا اور کافرانہ نظام کا غلبہ ہے، مومن کے انصاف کے اداروں پر یا عدلیہ پر کافرانہ نظام کا غلبہ ہے، اقتدار اور سیاسیات کے راستوں پر کافرانہ نظام کا غلبہ ہے لہذا اس میں جہاد فرض ہے اور یہ دارالحرب ہے۔ جب یہ دارالحرب قرار دیا گیا تو ایک نیا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ تو کیا اب پورے برصغیر میں جمعہ کی نماز چھوڑ دی جائے؟ جس پر یہ فیصلہ ہوا کہ جمعہ کی نماز نہ چھوڑی جائے لیکن جمعہ کے بیان یا خطبے اور دو فرض ادا کرنے کے بعد چار رکعت ظہر کے بطور احتیاط ادا کئے جائیں اور میں نے خود وہ پڑھے ہیں دیہات میں ان پڑھ لوگ، کاشتکار لوگ، مزدور لوگ، جنہیں لکھنا پڑھنا نہیں آتا وہ بھی کہتے تھے یہ ''احتیاطی پیشی'' ہے۔ ظہر کو ''پیشی'' کہتے تھے۔ تو جمعہ ادا کرنا اس لئے برقرار رکھا گیا کہ پورے برصغیر میں جمعہ بند کرنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن چونکہ دارالحرب ہے، جمعہ ادا نہیں ہوگا لہذا احتیاطاً جمعہ پڑھنے کے بعد اپنے چار رکعت فرض ظہر کے دہرا لیجئے اور میں نے بھی ایک عرصے تک

www.naqshbandiaowaisiah.com

بزرگوں کے ساتھ 'احتیاطی پیشی' پڑھی ہے یعنی یہ سنی سنائی بات نہیں ہے۔

آزادی ہمیں کس بات سے حاصل کرنی تھی؟ کافرانہ نظام سے' سود کے معاشی نظام سے آزادی چاہیے تھی۔ عدلیہ میں وہ قانون چاہیے تھا جو اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی کتاب کی صورت میں عطا فرمایا۔ سیاسیات کا وہ راستہ چاہیے تھا جو آزادانہ ہے اور جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے عطا فرمایا۔ تعلیم و تعلم میں وہ انداز چاہیے تھا جو آزاد ہو جو غیر کی چھاپ سے پاک ہو اور جو آدمی کو علم عطا کرتا ہو۔ ہمارا نظام تعلیم علم عطا نہیں کرتا خبر دیتا ہے۔ یہ یاد رکھیں! علم اور خبر میں بڑا فاصلہ ہے۔ انگریز نے جو نظام تعلیم بنایا وہ یہاں علم تقسیم نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے تو علم کے راستے روکے لیکن کاروبار سلطنت چلانے کے لئے جس طرح کمپیوٹر میں خبر فیڈ کی جاتی ہے جس طرح اخبار میں خبر لکھی جاتی ہے اسی طرح انگریز کچھ ذہنوں میں اعداد و شمار یا الفاظ و حروف ثبت کرنا چاہتا تھا کہ وہ چٹھی پڑھ سکیں' وہ چٹھی لکھ سکیں، دو اور دو چار جمع کر سکیں۔ علم تو وہ ہوتا ہے جو حال تبدیل کر دے علم یہ ہے کہ کسی بندے کو پتہ ہے کہ یہ زہر ہے اسے یہ علم ہے کہ وہ زہر نہیں کھائے گا۔ یہ حال بدل گیا اور اگر اسے یہ علم نہیں ہے کہ یہ زہر ہے محض یہ کوئی ایسی چیز ہے کہ نہ کھانا ہی بہتر ہے شاید وہ کھا بھی لے گا' کیونکہ وہ خبر ہے اخبار میں سارے جہان کی خبریں چھاپ دو اس کی صحت پہ کوئی اثر نہیں پڑتا اگر یہ حال انسان کا ہو تو وہ بدکار ہے تو بدکار ہی رہے گا چور ہے تو چور ہی رہے گا سست ہے تو سست ہی رہے گا بے دین ہے تو بے دین ہی رہے گا اور لکھنا پڑھنا بھی سیکھ جائے' جمع تفریق بھی سیکھ جائے تو اسے علم سمجھنا نادانی ہے' یہ خبر ہے۔

یہ نظام ہمیں خبر دیتا ہے' خبریں دیتا ہے' مختلف معلومات فراہم کرتا ہے۔ علم وہ ہوتا ہے جو انسان کی سوچ بدل دے اس کا حال بدل دے اس کی فکر بدل دے اس کا نظریہ تبدیل کر دے اسے معاملات میں وہ شعور عطا کر دے جو حقیقت پر مبنی ہو۔ تو جب علم بھی نہیں ہے' اپنی آزادی سے ہم کوئی چیز خرید بھی نہیں سکتے' خواہی نخواہی عجیب و غریب ٹیکس ادا کرنے پڑتے ہیں' اپنی مرضی سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے' اپنی مرضی سے ملکی منصوبے نہیں بنا سکتے' اپنی مرضی سے سفیر اور وزیر مقرر نہیں کر سکتے' اور اگر یہ کہا جائے کہ ہم اپنی مرضی سے جرنیل بھی نہیں بنا سکتے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ یہ میری بات نہیں ہے یہ ہمارے ایک ریٹائرڈ آرمی چیف جو وائس چیف بھی بڑا عرصہ رہے ان کی بات ہے ان سے میری بات ہو رہی تھی تو وہ اپنی اندر کی خبر مجھے دے رہے تھے فرمانے لگے کہ "اس ملک میں جتنے بھی آرمی چیف آئے ہیں وہ مغربی طاقتوں نے بنوائے ہیں سوائے ایک کے" تو میں نے عرض کیا وہ ایک کون تھا؟ کہنے لگا" وہ ایک میں تھا کہ مجھ سے پہلے والا آرمی چیف قتل ہو گیا اور میں آرمی چیف بن گیا" تو میں نے کہا "حضور! آپ کو بھی تو کسی نے وائس چیف بنوایا ہوگا تب ہی آپ بن گئے' پھر تو ایک بھی نہ بچا یعنی آپ کا بچنا بھی مشکوک ہو گیا چونکہ آپ بھی وائس چیف تھے۔ اب جو طاقت چیف مقرر کرواتی ہے یقیناً وائس چیف بھی اس کی پسند سے مقرر ہوا ہوگا۔

چونکہ وائس تو ہوتا ہی اس لئے ہے کہ چیف کے ساتھ کسی وقت حادثہ ہو جائے تو وہ اس کا قائم مقام ایک موجود ہو جو اس کی جگہ لے لے تو میں نے کہا حضور! آپ کی بات سے تو ساری امیدیں ہی ختم ہو گئیں کہ آرمی چیف ہمارا نہیں ہوتا' دوسری طاقتوں کا ہوتا ہے جو اسے وہاں تک پہنچاتی ہیں' اور یہ میری بات نہیں ہے یہ ایک ریٹائرڈ آرمی چیف کی بات ہے تو کیا ایسے میں لوگوں کو اپنے آپ کو آزاد سمجھنے کا اور جشن آزادی پہ اربوں روپیہ لٹانے کا کوئی حق پہنچتا ہے؟ کیا مداری کا بندر آزاد ہوتا ہے؟ کیا فال نکالنے والے کا طوطا آزاد ہوتا ہے؟ اس کے تو پر بھی نہیں کٹے ہوئے ہوتے۔ پنجرے کا دروازہ کھلا ہوتا ہے وہ کبھی اس کے ہاتھ پر بیٹھتا ہے کبھی فال کا لفافہ اٹھاتا ہے لیکن غلامی اس کے ذہن اور نس نس میں اس قدر سرایت کر گئی ہوتی ہے کہ بے چارہ گھوم پھر کر پھر پنجرے میں چلا جاتا ہے۔

ہماری آزادی اسی پالتو طوطے کی آزادی ہے کہ فال نکالو چوری کھاؤ' مٹھائی کھاؤ' میوہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کھاؤ اور پھر پھرا کر پھر اسی پنجرے میں جا کر آرام کرو۔ آزادی سے اب ہم سجدہ بھی نہیں کر سکتے۔ مسلم لیگ کی حکومت میں لاہور میں ایک دن میں اسی خطیبوں کا چالان ہوا۔ کس بات پر کہ تمہاری مسجد میں مسلح گارڈ نہیں ہے۔ اسی خطیبوں کو حوالات میں بند کیا گیا' تھانے میں پرچہ دیا گیا۔ عدالت نے اس وعدے پر کہ گارڈ رکھیں گے' جرمانہ لے کر چھوڑا۔ یعنی سجدہ بھی کرنا ہے تو سرکاری حکم کے مطابق بندوق کے سائے میں کرنا ہے۔ دکان پر سودا خریدنا ہے تو وہاں مسلح گارڈ ہونا چاہئے گھر میں آرام سے سونا ہے تو وہاں مسلح گارڈ ہونا چاہیے کوئی حد ہے آزادی کی۔

نظام حیدرآباد دکن' جشن آزادی منا رہے تھے۔ ان کے ایک وزیر کے حفیظ جالندھری سے مراسم تھے۔ حیدرآبادی لوگ علمی اور ادبی لوگ تھے' اہل زبان تھے اور شعراءے' دانشوروں سے' اہل قلم سے ان کی دوستیاں رہتی تھیں۔ اس نے حفیظ جالندھری کو بھی مدعو کر لیا اور چونکہ یہ بڑے فی البدیہہ قصیدے اور نظمیں لکھتے تھے "شاہنامہ اسلام" جیسی نایاب چیز انہوں نے لکھی۔ انہیں کہا گیا کہ آپ بھی قصیدہ لکھیے جشن آزادی کے لئے تو انہوں نے قصیدہ لکھا جس میں اسی شعر تھے۔ مجھے اس کے دو تین شعر یاد رہ گئے ہیں اصل قصیدے میں اسی شعر ہیں۔ تو انہوں نے جو قصیدہ لکھا نظام صاحب کے سامنے پڑھا وہ آدھے تک پہنچے تو نظام صاحب اٹھ کر ناراض ہو کر زنان خانے میں چلے گئے اور وزیر صاحب نے حفیظ صاحب کو اپنی گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی دوڑا دی اور گھنٹے ڈیڑھ میں حیدرآباد کے باڈر پر پہنچا کر کہا کہ اب آگے مجھے نہیں پتہ کیا کرو گے لیکن حیدرآباد سے نکل جاؤ' یہاں زندہ نہیں بچو گے۔ میں تمہاری یہی مدد کر سکتا ہوں حفیظ جالندھری نے کہا تھا کہ

سانپوں کو آزادی ہے آباد گھروں میں بسنے کی
سر میں ان کے زہر بھی ہے اور عادت بھی ہے ڈسنے کی

شاہین کو آزادی ہے آزادی سے پرواز کرے
اور ننھی منی چڑیوں پر جب چاہے مشق ناز کرے

شیروں کو آزادی ہے آزادی کے پابند رہیں
جس کو چاہیں چیریں پھاڑیں کھائیں پیئیں آنند رہیں

مجھے اس قصیدے کے یہ تین شعر یاد رہ گئے ہیں تو جشن ہمیں بھی ضرور منانا چاہیے کہ حیدرآبادی آزادی ہمیں بھی حاصل ہے۔ سانپ بھی آزاد ہیں' بھیڑیے بھی آزاد ہیں' شیر بھی آزاد ہیں' جواری بھی آزاد ہیں شرابی بھی آزاد ہیں' بدکاری کے اڈے بھی آزاد ہیں' جوا خانے بھی آزادی سے چل رہے ہیں قوم میں غیرت کا فقدان اس حد کو چھو رہا ہے کہ جگہ جگہ سے خطوط آتے ہیں کہ جی فلاں جگہ یہ ہو رہا ہے اس کیلئے کچھ کیا جائے نیچے لکھا ہوتا ہے "ایک خیر خواہ' خدا کا ایک بندہ" اب اپنا نام لکھنے کی جرات نہیں ہے کہ جو خط مجھے بھیج رہے ہو اس میں تو نام لکھ دو میں تو تمہارے خلاف پرچہ دینے نہیں جا رہا۔

کل چکوال سے ایک خط تھا اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ کمپیوٹر پر لکھا ہوا تھا۔ پرنٹڈ خط تھا کسی نے کمپیوٹر سے نکال کر بھیجا' شاید اور بھی کتنے لوگوں کو بھیجا ہو گا۔ جا کر کمپیوٹر تک کا تکلف کیا تو اس کا مطلب ہے کوئی پڑھا لکھا بندہ ہے' کوئی صاحب ذوق ہے' کوئی کسی نے شرارت نہیں کی۔ تو وہ لکھتا ہے کہ "یہاں ریلوے سٹیشن پر جوا چلتا ہے سارا دن پولیس والے بھی پیسے لے لیتے ہیں اخبار والوں کو بھی اپنا حصہ مل جاتا ہے' نہ اخبار اس کے خلاف احتجاج کرتے ہیں' نہ پولیس اسے پوچھتی ہے' خدا کے لئے کچھ اس کے لئے کیجئے"۔ نیچے لکھا ہوا ہے "اللہ کا ایک خیر خواہ بندہ"۔ تو میں نے کہا چٹھی اللہ ہی کو بھیجو۔ جب تمہاری غیرت اتنی مر گئی ہے کہ احتجاج کرنے کے لئے اپنا نام تک ظاہر کرنا نہیں چاہتے تو جہاں غیرت یا ایمان نہیں ہوتا وہاں احتجاج نہیں کیا جاتا۔ پیشہ ور عورتوں کے جو دلال ہوتے ہیں ان کے جو خاندان کے لوگ ہوتے ہیں ان میں غیرت نہیں ہوتی وہ احتجاج نہیں کرتے کون ان کے گھر آیا کب آیا کب گیا۔ کبھی سنا آپ نے کسی نے احتجاج کیا؟ تو جس بندے میں اتنی غیرت نہیں ہے کہ وہ اپنا نام ظاہر کر سکے تو بے غیرت کو احتجاج کرنے کا حق نہیں ہوتا اور جسے احتجاج کرنا ہے وہ سر میدان کرے' اپنی اس دیانتداری سے کرے' ذمہ داری سے کرے' کہ جو بات میں کہہ رہا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوں اس کا میں ذمہ دار ہوں۔ بڑی سے بڑی سزا موت ہو جائے گی' موت کونسی عجیب چیز ہے' موت ویسے نہیں آئے گی موت کو تو آنا ہے اپنے وقت پہ تو جب موت نے آنا ہی ہے تو موت کے ڈر سے چھپنے کی بھاگنے کی کیا ضرورت ہے؟

تو حضور! آزادی کا دن تو ضرور منایا جائے اسے جشن نہ کہا جائے۔ جشن تو ایک فضول سی اچھل کود کا' تفریح کا اور تماشہ کا نام ہے۔ یہ آزادی کا جشن نہیں ہوتا آزادی کا تو ایک تاریخی اور یادگار دن ہوتا ہے کہ پوری متانت سے پوری سنجیدگی سے آزادی کی تاریخ دہرائی جائے سجدہ شکر ادا کیا جائے۔ بیوہ عورتوں کی نگہداشت کی جائے' کسی کی تعلیم میں مدد کی جائے۔ پٹاخوں پر اور رنگ برنگی جھنڈیوں پر پیسے ضائع کرنے کی بجائے انہیں مقاصد پہ لگایا جائے اور جس طرح اسلام میں عید منائی جاتی ہے کہ اللہ کا شکر بھی ادا کیا جائے اور ہر مفلس بے کس و بے بس کو اچھے کھانے میں شریک کیا جائے اسی طرح آزادی کا دن منایا جانا چاہئے کہ کم از کم ایک صبح کو تو چودہ کروڑ بندوں میں سے کوئی بھوکا نہ رہے کم از کم ایک دن تو کسی کی آبرو نہ لٹے۔ کیا کوئی ضمانت دے سکتا ہے کہ چودہ اگست کو کہیں ڈاکہ نہیں ہوگا' کسی کی آبرو نہیں لٹے گی' کہیں چوری نہیں ہوگی' کوئی رشوت نہیں لے گا' اگر یہی سب کچھ ہی ہونا ہے تو آزادی کس بلا کا نام ہے اور جب ہمارے سوچنے پر پابندی ہے' تعلیم ہم اپنی مرضی سے حاصل نہیں کر سکتے' سیاست اپنی مرضی سے نہیں کر سکتے' عدلیہ میں ہمارا دخل نہیں ہے' قانون انگریز کا ہے اور اس میں جج عیسائی بھی ہو سکتا ہے' ہندو بھی ہو سکتا ہے یہودی بھی ہو سکتا ہے اور ہماری عدالتوں میں ہیں کہ قانون ہی ایسا ہے' کونسا وہاں انہوں نے قرآن و حدیث سے استدلال کرنا ہے کہ مسلمان چاہیے۔ اس عدالت کو آپ عدالت کیسے کہتے ہیں جس میں منصف مسلمان ہی نہیں ہے!۔

میں پچھلے دنوں امریکہ کی ایک عدالت کی کارروائی سن رہا تھا یہ جو بل کلنٹن کے خلاف ایک خاتون سے تعلق کے الزام میں شور مچا اس سے پہلے بھی اسکے خلاف ایک سیاسی قسم کا کوئی مقدمہ تھا مجھے اب یاد نہیں اس کی تفصیل کہ اس نے کیا بددیانتی کی تو وہ مقدمہ چل رہا تھا تو جج کے سامنے اس کے وکیل نے یہ کہا کہ جناب! ہماری درخواست ہے کہ ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے We want justice. یہ اس کے الفاظ تھے کہ ہماری خواہش صرف یہ ہے کہ ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے' ہمیں کسی رعایت کی' کسی سفارش کی' کسی نرمی کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہمارے ساتھ انصاف تو کیا جائے وہ جج کافر تھا اس نے بڑی خوبصورت بات کی۔ الحکمۃ ضالۃ المومن۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اچھی بات جہاں بھی نکلے حقیقت میں مومن کی گم شدہ میراث ہے کسی نے تم سے سیکھی ہوگی تمہارے آباؤ اجداد سے چرائی ہوگی' وہ تمہاری گم شدہ دولت ہے "الحکمۃ ضالۃ المومن اوکما قال رسول اللہ ﷺ" اس کی بات نے مجھے بڑا متاثر کیا وہ کہنے لگا۔

اس نے کہا میں "تمہیں انصاف نہیں دے سکتا میں مجبور ہوں قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کا پابند ہوں' انصاف دینا نہ دینا قانون کا کام ہے۔ اگر تمہارا ملکی قانون ہی انصاف پر مبنی نہیں ہے تو مجھ سے انصاف کا مطالبہ کیوں کرتے ہو اور اگر تمہیں یہ اطمینان ہے کہ تمہارا قانون میں عدل ہے تو پھر تمہیں خطرہ کس بات کا ہے"۔ اب یہ کافر کا تجزیہ ہے کہ میں جج ہوں اور میری بھی حدود ہیں میں پابند ہوں کہ قانون کے مطابق فیصلہ کروں قانون جائزہ لے گا شہادتوں کا' قانون مجھے راستہ دے گا کہ اس مقدمے میں یہ فیصلہ مناسب ہے وہ میں کر دوں گا۔ اب وہ فیصلہ انصاف ہے یا نہیں اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ غیر قانونی نہیں ہوگا قانون کے مطابق ہوگا اسے انصاف بنانا یہ قانون کا کام ہے۔

خدارا انصاف کیجئے کہ اللہ کا قانون جو ہے اس کا کمال یہی ہے کہ وہ انصاف کرے دوسرا کوئی ایسا قانون نہیں جس میں اتنا ہی انصاف ہو جتنا اللہ کے قانون میں ہے! اسی لئے اس نے اعلان کیا تھا کہ جن و بشر اکٹھے ہو جاؤ' دنیا کے دانشور اور عالم جمع کر لو اور میرے کلام کے مقابل ایک چھوٹی سی آیت بنا کر لے آؤ جو اس

www.naqshbandiaowaisiah.com

کا مقابلہ کر سکے۔

مکہ مکرمہ میں ایک رواج تھا کہ پائے کے ادیب اور اعلیٰ پائے کے شاعر اپنا کوئی قطعہ یا اپنے چند شعر یا ایک پیراگراف لکھ کر بیت اللہ پہ لٹکا دیتے جو چیلنج ہوتا تھا دوسرے دانشوروں کے لئے، شعراء کے لئے کہ اس کے مقابلے کا کلام کہہ کر وہاں لٹکائیں اور لوگ انصاف کریں گے کہ واقعی اس کے پائے کا ہے یا چخ ماری ہے کیونکہ ہر کوئی جرات نہیں کرتا تھا لٹکانے کی بھی اور ہر کوئی مقابلے کی جرات بھی نہیں کرتا تھا وہاں پر یہ تین چھوٹے چھوٹے جملے لکھ لٹکا دیئے گئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر

"انا اعطینک الکوثر ۔ فصل لربک وانحر ۔ ان شانئک ھو الابتر o"

چونکہ قرآن نے چیلنج کیا تھا کہ تم سارے مل کر ایک آیت کی مثل چند الفاظ جمع کر کے ایک جملہ بنا دو ان جیسا۔ بہت عرصہ لٹکنے رہنے کے بعد کسی عرب دانشور نے جو مسلمان تو نہیں تھا لیکن شاعر تھا دانشور تھا اہل قلم تھا اس نے نیچے لکھ دیا "ماھذا کلام البشر" یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔ مقابلہ انسانوں سے کیا جاتا ہے اسے بے شک لٹکا رہنے دیں اس کے مقابل کوئی کچھ نہیں لکھے گا اس نے نیچے لکھ دیا۔ "ماھذا کلام البشر" یہ انسان کی بات نہیں ہے انسان کا کلام نہیں ہے یہی تو کمال ہے اسلام کا اور اسی پر اہل مغرب چلاتے ہیں۔

ہندوستان کی ڈاکومنٹری سنا رہے تھے برطانیہ والے مغل شہنشاہوں کی کہ کون کہاں پیدا ہوا، کہاں پلا بڑھا، اسکے بھائی کتنے تھے، حکومت ملی، آپس میں کس طرح لڑے بیچ میں انہوں نے ایک جملہ کہا کہ یہ مسلمان عجیب قوم ہے انکا عقیدہ اور نظریہ یہ ہے کہ Islam has the monopoly of the truth. کہ سچ پر حقیقت پر حق پر اسلام کی اجارہ داری ہے۔ مناپلی کہتے ہیں اجارہ داری کو، زبردستی کسی چیز کو اپنے سوا کسی دوسرے کے استعمال کے لئے نہ چھوڑنا، یہ اجارہ داری ہوتی ہے۔ اب کتنا فاصلہ ہے اس حقیقت میں کہ اسلام کہتا ہے جو میں کہتا ہوں یہ حق ہے اور اگر یہ حق نہیں ہے تو ثابت کرو کہ اس کے مقابل میں حق کیا ہے۔ دنیا کا کوئی دانشور یہ ثابت کر دے کہ یہ حق نہیں ہے اس کے مقابلے میں یہ بات حق ہے تو یہ مناپلی تو نہ ہوئی یہ تو حقیقت ہوئی۔ Islam is the truth اسلام ایک سچائی ہے The truth حقیقی سچائی واقعی سچائی جو ہے وہ اسلام ہے اور سچائی ایک ہوتی ہے اگر پچاس خبریں ہیں پچاس باتیں ہیں ایک سچی ہوگی باقی کوئی تھوڑی جھوٹی ہوگی کسی میں زیادہ جھوٹ ہوگا کسی میں کم ہوگا یہ تو ہو سکتا ہے لیکن ویسی ہی دوسری کوئی سچی ہوگی تو وہ اسی کی نقل اسی پر آ کر منطبق ہو جائے گی اگر ایک خبر سچی ہے دوسری بھی سچی ہے تو پھر وہی خبر دوسری بھی ہوگی۔ وہ اس سے الگ نہیں ہوگی۔ سچائیاں دو نہیں ہوتیں چار نہیں ہوتیں۔ دس نہیں ہوتیں سچائی ایک ہوتی ہے۔ اب دن ہے ایک بندہ کہتا ہے دن ہے دوسرا کہتا ہے شام ہے تیسرا کہتا ہے کہ جی تہجد کا وقت ہے چوتھا کہتا ہے نہیں دن ہے۔ تو کیا کہیں گے دو خبریں سچی ہیں، نہیں، جو دن کہہ رہا ہے وہ ایک ہی خبر ہے بندے دو ہیں خبر ایک ہی ہے۔ سچائی ہوتی ہی ایک ہے اللہ حق ہے اور واحد ہے لاشریک ہے اللہ کی کتاب حق ہے بے مثال ہے اللہ کا نبی ﷺ ہے افضل الخلق ہے اور اللہ کی مخلوق میں بے مثل ہے بے مثال ہے اللہ کے دیے ہوئے سارے ضابطے حق ہیں اور ان کی کوئی دوسری مثال نہیں ہے۔ اسلام کی سچائی پر مناپلی نہیں اجارہ داری نہیں بلکہ سچائی ہی کا نام اسلام ہے اور اسلام ہی کا ترجمہ سچائی ہے اس کے باہر سچائی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ تو جہاں ہمیں اسلام کو اپنا طرز حیات بنانے کا اختیار نہیں وہاں جشن آزادی کیا منانا؟

اب لوگ کہیں گے جی کیوں اختیار نہیں ہم نمازیں پڑھتے ہیں، ہم روزے رکھتے ہیں، ہم اذانیں دیتے ہیں، ہم حج کرتے ہیں، ہم زکوۃ دیتے ہیں؟...... میرے خیال میں دنیا میں اسلام کی سب سے بڑی دشمن اور بدترین ریاست اسرائیل ہے۔ اسرائیل کے قبضے میں جو مسلمان ہیں کیا وہ نمازیں نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے، وہ حج پہ نہیں جاتے۔ امریکہ میں جو مسلمان ہیں کیا وہ نمازیں نہیں پڑھتے، برطانیہ میں جو مسلمان ہیں وہ نمازیں نہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

پڑھتے' جاپان میں جو مسلمان ہیں وہ نمازیں نہیں پڑھتے' ہندوستان میں جو مسلمان ہیں وہ ہم سے زیادہ نیک ہیں' نمازیں پڑھنا آزادی نہیں ہے۔ ہم تو نماز بھی آزادی سے نہیں پڑھ سکتے جبکہ ہندوستان میں بغیر پہرے کے نماز پڑھی جاتی ہے یہاں پہرے کے بغیر نہیں پڑھی جاتی۔ ہم نمازیں کہاں پڑھ سکتے ہیں۔ یہ بھی ہمارا خیال ہے کہ ہم نمازیں پڑھ سکتے ہیں جب تک دو بندے بندوق لے کر نہ کھڑے ہوں۔ زندگی میں پہلی بار دیکھا کہ نماز با جماعت ہو رہی ہے اور کچھ بیچارے لوگ اس جماعت کو پانے کے لئے سینکڑوں میلوں سے اپنا گھر چھوڑ کر آئے ہیں اس جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کر سکتے' بندوقیں لے کر کھڑے ہیں۔ کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ کبھی کسی نے سوچا تھا کہ وہ کراچی سے چل کر یہاں آئے گا اس لئے کہ اس کا خیال ہے کہ یہاں کی نماز میں برکت ہے' یہاں کے ذکر میں برکت ہے اور اس کا شیخ بڑا اچھا ہے اور اس کے ساتھ نماز میں زیادہ فائدہ ہے کیونکہ شیخ نماز پڑھا رہا ہے' جمعہ کی نماز ہے اور وہ بے چارا بندوق لے کر باہر کھڑا ہے۔ اس آزادی کا جشن منایا جائے گا!

آزادی' آزادی فکر کا نام ہے۔ آزادی' آزادی حیات کا نام ہے۔ ہماری آزادی ہم سے دھوکے سے عیاری سے چھین لی گئی ہے اور اب تو ہم چاکروں کے غلام ہیں پہلے مالکوں کے غلام تھے اب ان کے غلاموں کے غلام ہیں اور علما کا یہ فتویٰ کہ یہ سرزمین دارالحرب ہے اور اس کے جو دلائل ہیں فتاویٰ بھی موجود ہے ساری کتابوں میں اس کے دلائل بھی موجود ہیں آج کا کوئی عالم ان دلائل کو رد کر کے دکھائے! اور اگر آج بھی منطبق ہوتا ہے تو آزادی کس بات کی' جشن کس کام کا؟۔ یہ پاکستان بننے کے بھی کئی سال بعد دیہات میں تو "احتیاطی پیشی" پڑھی جاتی رہی رفتہ رفتہ چھوٹ گئی اب نئی پود کو پتہ نہیں ہوگا پرانے لوگ تو سارے جانتے ہوں گے۔ آزادی ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کے حصول کے لئے بڑی جدوجہد کرنا پڑتی ہے بڑی قربانیاں دینا پڑتی ہیں اور بڑی لڑائیاں لڑنا پڑتی ہیں لیکن جب مل جاتی ہے تو پھر اس کے لئے روز لڑنا پڑتا ہے آزادی میں یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس کے حصول کے لئے بھرپور کوشش کرنا پڑتی ہے۔ آپ دولت چاہتے ہیں آپ نے بھرپور کوشش کی مل گئی آپ اسے انجوائے کرتے ہیں۔ آپ عہدہ چاہتے ہیں آپ نے محنت کی مل گیا آپ اسے انجوائے کرتے ہیں لیکن آزادی ایک عجیب بلا ہے۔ آپ نے محنت کی آپ کو مل گئی اب اس کو قائم رکھنے کے لئے روز لڑنا پڑتا ہے۔ اپنے آپ سے' افکار سے' حالات سے کہ کہیں پھر آزادی نہ کھو بیٹھیں۔ آزادی کی حفاظت کے لئے ہر طلوع ہونے والا سورج جدوجہد کا پیغام لے کر آتا ہے اور جو نہیں کر سکتے وہ آزاد نہیں رہتے۔

اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اور جب سیلوری سسٹم تھا غلامی کا زمانہ تھا تو جنہیں غلام رکھا جاتا تھا ان کے کھانے پینے کپڑے کی' ان کے سونے جاگنے کی فکر مالک کو ہوتی تھی۔ کام تو اس سے رات دن لیتا تھا لیکن اس کے زندہ رکھنے کی فکر اسے ہوتی تھی۔ اب اس نئے زمانے میں غلامی کے انداز بھی بدل گئے ہیں کہ غلام کام تو آقا کے لئے کرے اور اپنی حیات کی فکر بھی خود کرے۔ یہ جدید دور کی غلامی ہے آپ نے دیکھا ہے دیہات میں یا بھٹوں پر یا خانہ بدوشوں کے پاس عام قسم کے گدھے ہوتے ہیں، کچھ گدھے بھی خوش نصیب ہوتے ہیں کہ وہ دانہ کھاتے ہیں' کچھ ان کے دوسرے درجے پہ ہوتے ہیں جنہیں چارہ اور سوکھی گھاس تو مل جاتی ہے' ایک تیسرے درجے کے گدھے ہوتے ہیں ان پر وہ سارا دن بھٹے پر مٹی ڈھوئیں گے' تیسرے درجے والوں پر خانہ بدوش جھگیاں لاد کر چلیں گے' زمیندار کھاد ڈھوتا رہے گا سارا دن اس پر اور جب کام ختم ہوگا تو اس پر سے اس کا پالان وغیرہ اتار کر اسے ڈنڈا مار دے گا کہ جاؤ اپنا پیٹ بھرو۔ وہ بے چارا کسی روڑی کے ڈھیر پہ کھڑا ہے یا کسی گلی سے گھاس کھا رہا ہے' کہیں سے اپنا پیٹ بھر کر خود آئے گا' صبح اس کی پشت پر پھر پالان بھی ہوگا اور مالک کا ڈنڈا بھی اور بوجھ بھی کمر پر ہوگا۔ ہم بھی ضرور جشن منائیں کہ ہم بھی تیسرے درجے کے انسان بن گئے۔ میں گدھے تو نہیں کہوں گا لیکن اگر ہم انسان ہیں تو پھر ان تیسرے درجے

www.naqshbandiaowaisiah.com

والوں کی طرح تیسرے درجے کے انسان ہیں' اسی لئے ہمیں ''تھرڈ ورلڈ'' کہا جاتا ہے۔ تھرڈ ورلڈ کے پیچھے فلاسفی یہی ہے کہ کام کرو' رات دن کرو ہماری مرضی کے مطابق کرو۔

میں آج اپنے ایک محترم وزیر کا بیان پڑھ رہا تھا کہ پاکستان کی پچھلی حکومتوں نے اسی ارب ڈالر سرمایہ ملک سے باہر منتقل کیا ہے میں سمجھ رہا تھا کہ حکمرانوں کو پتہ ہی نہیں وہ تو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ ہمیں تو اپنا پتہ نہیں تھا ہم نے تو باون ساٹھ سنے تھے تو آج کا بیان عمر اصغر صاحب کا ہے کہ اسی ارب ڈالر اور جس قرضے پہ چودہ کروڑ لوگ سود دے رہے ہیں وہ بتیس ارب ڈالر ہے۔ اب بتیس اور اسی کا فرق دیکھیں یعنی بتیس وہ بھی لے گئے اور اڑتالیس ارب ڈالر مزید لوٹ کر یعنی بتیس سے ڈیڑھ گنا مزید لوٹ کر ساتھ لے گئے تو ظالموں تم ہم پر کیوں ٹیکس لگا رہے ہو' اسی ارب ڈالر لے آؤ یا جن کے پاس اسی ارب ڈالر سرمایہ پڑا ہے۔ بتیس اڑتیس ارب ڈالر جو قرضہ ہے انہی کا ہے تو انہیں کہیں وہیں ایڈجسٹ کر لیں' تم کس بات کی فکر میں لگے ہو۔ تم کیوں ہم پر روز ٹیکس بڑھائے جا رہے ہو۔ یہ اس لئے کہ ہم تیسرے درجے کے انسان ہیں اور مسلمان کبھی تیسرے درجے کا مسلمان یا شہری نہیں ہوا کرتا۔

مسلمان' اللہ کا غلام' اللہ کے نبی ﷺ کا غلام' اللہ کا اطاعت شعار ہوتا ہے اور مسلمان انسانی رشتوں کو ایک نظر سے دیکھتا ہے اور غیر مسلم کو بھی برابر کے انسانی حقوق عطا کرتا ہے۔ اسلام انسانی حقوق کے معاملے میں ان کو بھی برابر رکھتا ہے جو اس کو نہیں مانتے۔ اب جب یہ بات جشن پہ چلی جاتی ہے تو وہ ایک آزاد سا میلہ بن جاتا ہے۔ میرے دیکھتے دیکھتے بہت سی ''ڈیویلپمنٹس'' ہوئیں۔ بہت سی عبادتیں ہم کرتے ہیں ان کی سند نہیں ہوتی کہ وہ قبول ہوئی ہیں یا نہیں ایک عبادت ایسی ہے جو ہمیشہ قبول ہوتی ہے اور وہ ہے درود شریف۔ صلوۃ والسلام ایسی عبادت ہے جو قبول ہی قبول ہے اس لئے کہ ''ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی'' اللہ رحمت بھیجتا ہے اپنے نبی ﷺ پر فرشتے نزولِ رحمت کی آرزو کرتے ہیں' نبی علیہ السلام پر تم بھی نزول رحمت اور سلامتی کی آرزو کیا کرو' ''صلوا علیہ وسلموا تسلیما'' اس طرح درود پڑھو کہ پڑھنے کا حق ادا ہو جائے' مزا آجائے' مانگنے کا لطف آجائے۔ ارے ہمارے مانگنے سے وہاں رحمت نازل ہوتی ہے وہ تو سراپا رحمت ہیں' وہ تو اللہ نے ہمیں بخشش کا بہانہ دے دیا کہ تم اے نالائقو! تمہاری کوئی بات بھی سیدھی نہ ہو تو ایک چھوٹی سی بات تمہیں ایسی بتا دیتا ہوں جو ساری برائیوں کو دھونے کے لئے کافی ہے صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میں اتنا وقت وظائف پہ لگاتا ہوں تسبیحات پہ لگاتا ہوں اس میں تین حصے فلاں تسبیح پڑھتا ہوں۔ فلاں فلاں اور اس وقت کا چوتھا حصہ درود شریف پڑھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا درود زیادہ کر لو تو اچھی بات ہے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آدھا وقت درود پڑھ لیا کروں آدھا وقت باقی تسبیحات' فرمایا چاہو تو اور بڑھا لو یا رسول اللہ ﷺ تین حصے وقت کے درود شریف پڑھا کروں اور باقی تسبیحات ایک چوتھائی کر لوں فرمایا اگر چاہو تو اور بڑھا لو۔ یا رسول اللہ ﷺ میں سارا وقت درود ہی پڑھتا رہوں فرمایا اگر ایسا کرو گے تو دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کے فائدے پاؤ گے۔ صحیح حدیث میں یہ حکم موجود ہے کوئی بندہ گنہگار سے گنہگار متوجہ الی اللہ ہو جب صلوۃ والسلام اور درود پڑھتا ہے تو یہ وہ کام ہے جو عنداللہ پہلے سے مقبول ہے۔ جس طرح مچھلی ذبح نہیں کرنا پڑتی آپ نے پانی سے پکڑی اور کھالی اسی طرح اس میں کوئی تکلف نہیں ہے مجھ سے جو کوئی زبانی وظیفہ پوچھے میں درود شریف ہی کہا کرتا ہوں اس لئے کہ نبی رحمت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ دنیا و آخرت کی ہر پریشانی کا حل ہے درود شریف۔

لیکن ہم نے درود شریف سے لے کر میلاد بنایا کون روز روز درود شریف پڑھتا رہے چلو سال میں ایک دن دیگیں شگیں پکائیں کھا پی لیا میلاد منا لیا اور سال کے لئے فارغ ہو گئے۔ میلاد کا ایک اہتمام تھا اس میں ایک احترام تھا اس کا ایک سنجیدہ سا ماحول ہوتا تھا۔ تلاوت ہوتی تھی فضائل اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات پہ اور آپ ﷺ کی صداقت پہ آپ ﷺ کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اخلاق حسنہ پہ بات ہوتی تھی سننے والے مودب ہو کر مساجد میں بیٹھ کر سنتے تھے۔ جب اس سے بات بڑھی تو وہ جلسہ بن گئی جلسہ میلاد ہو رہا ہے جی مساجد سے نکل گیا گراؤنڈوں میں کھلی جگہوں میں چلا گیا پاک پلید ناپاک نیک بدکار وضو بے وضو سارے خلط ملط ہو گئے۔ جوتے پہنے ہوئے ہیں کوئی سگریٹ کا کش لگا رہا ہے' کوئی آپس میں بات کر رہا ہے' ادھر فضائل' برکات بیان ہو رہی ہیں تو ایک عجیب سا تماشا ایک جلسہ ہو گیا۔ اب اس سے لوگوں کا جی نہ بھرا اب جشن میلاد بن گیا۔ ہر غیر شرعی کام اس میں روا ہو گیا۔ عورتیں مرد خط ملط ہیں' بچوں نے عورتوں کا لباس پہنا ہوا ہے۔ عورتوں نے مردوں کا پہنا ہوا ہے' کوئی عربی بنا ہوا ہے' کوئی جاپانی بنا ہوا ہے' کوئی اونٹ پہ سوار ہے' کوئی ٹریکٹر پہ سوار ہے' کیا ہے جی؟ یہ جشن میلاد ہے یعنی عیاشی کے لئے اور ساری حدود وقیود کو توڑنے کے لئے ایک لفظ کا اضافہ کر دیا گیا کوئی شریف آدمی بتائے کہ اس جشن میں کوئی سنجیدگی' کوئی قناعت' کوئی ادب احترام' کوئی بات ہوتی ہے؟ نہیں ہوتی' تو کیا یہی حق تھا۔ نبی علیہ السلام کا نام نامی لینے کا' آپ ﷺ کی عظمت کے بیان کا یہی مقام ہے۔

آزادی بھی رب کریم کا ایک بہت بڑا سنجیدہ انعام ہے۔ یار لوگوں نے اس کے ساتھ بھی جشن لگا لیا۔ لیکن میں یہ بات باور کرانا چاہتا ہوں کہ ہم آزاد نہیں ہیں' ہمیں جشن آزادی زیب نہیں دیتا بلکہ ہمیں ابھی حصول آزادی کی جدوجہد کرنا ہے۔ جہاں ہم اپنے عقیدے کے مطابق اپنے معاشی معاملات' اپنے عدالتی معاملات' اپنے سیاسی معاملات' اپنے تعلیمی معاملات' اپنا مستقبل' اپنا حال قرآن وسنت کے سانچے میں ڈھال سکیں۔ جہاں ہر ایک کیلئے سلامتی ہو' ہر ایک کے لئے امن ہو' ہر ایک کو انسانی حقوق ملیں' ہر ایک کے لئے عبادت کی آزادی ہو' رزق حلال میسر ہو' عزت وآبرو کا جان ومال کا تحفظ میسر ہو۔ ہمیں وہ سلامتی وہ اسلام چاہیے اور وہ ہماری خواہش وآرزو سے اور نری دعاؤں سے نہیں ملے گا۔ جن لوگوں نے صرف گوشہ نشینی اور دعاؤں پہ تکیہ رکھا ہے انہیں میں یہ بتا دوں کہ دعا کا سلیقہ یہ ہے کہ غزوہ بدر تاریخ انسانی میں انقلاب ہے اور میں ایمان سے اپنے عقیدے سے صرف اس ایک واقعہ کو انقلاب قرار دیتا ہوں جو محمد رسول اللہ ﷺ نے بپا کر دیا۔ حکومتوں کی تبدیلی اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کو میں انقلاب نہیں مانتا۔ میں انقلاب مانتا ہوں جہاں انسانوں کے ضمیر بدل جائیں' سوچیں بدل جائیں' کردار بدل جائے۔ حقیقی انقلاب وہ ہوتا ہے اور وہ انقلاب پیدا کیا آقا ﷺ نے اور اس کی بنیادی اینٹ ہے غزوہ بدر' مکے کے ہزار سے زیادہ ٹرینڈ جانباز اور منتخب لڑاکے شہسوار وافر راشن' وافر اسلحہ' وافر سواری' تمام اسباب جنگ کے ساتھ بدر میں خیمہ زن ہیں اور دوسری طرف اللہ کا حبیب ﷺ جس کے ساتھ تین سو تیرہ جانثار ہیں' جن میں کچھ بوڑھے کچھ بچے کچھ پاؤں سے ننگے کچھ سر سے ننگے کسی کے تن پر دو چادریں بعض کے جسم پر ایک چادر کل چھ زرہیں دو گھوڑے آٹھ تلواریں ہیں' یہ اسلحہ ہے اور کچھ تیر کمانیں ہیں اور راشن اتنا ہے کہ آخری راشن محمد رسول اللہ ﷺ تقسیم فرما رہے ہیں اور پانچ پانچ کھجوریں ایک ایک جانباز کو مل رہی ہیں جس نے سارا دن جنگ لڑنا ہے اور کمال یہ ہے کہ مکے کے ستر چیدہ چیدہ کافر مارے گئے ستر قید بھی ہو گئے بڑے بڑے جواں مرد اور بڑے بڑے پہلوان۔ اب اس کا جنگی تجزیہ کرتے رہیں۔ ہر تدبیر حضور ﷺ کی سب سے اعلیٰ ہر طریقہ حضور ﷺ کا سب سے اعلیٰ۔ لیکن بات بنتی نظر نہیں آتی۔ جب تک ہم "عریش بدر" کو دیکھنے ں سے ۔ نہیں پاتے۔ عریش بدر تھا حضور ﷺ کا مقام ایک جھونپڑی "سروٹ" کاٹ کر بنا دی گئی۔ عریش کے معنی "جھگی" ہوتا ہے۔ جسمیں حضور ﷺ بیٹھے ہوئے کمان کر رہے تھے۔ لشکر کی کمان پوسٹ تھی۔ لشکر کو صف آرا کر دیا۔ جانباز ایسے عجیب تھے ایک سپاہی کو پانچ کھجوریں ملیں اس نے ہاتھ پر رکھ کر دیکھیں یا رسول اللہ ﷺ اگر میں آج مارا گیا تو جنت چلا جاؤں گا؟ فرمایا "بے شک" اس نے کھجوریں پھینک دیں اور کہا پھر وہیں جا کر کھائیں پئیں گے یعنی میرا پانچ کھجوروں سے اب کیا ہو گا وہاں جا کر تسلی سے کھائیں گے مختلف میوے ہوں

گے اس نے وہ پانچ بھی پھینک دیں کہ میں وہیں جا کر کھالوں گا۔

نبی رحمت ﷺ نے دعا کے لئے دست مبارک اٹھا دیئے کہ اے اللہ حضور ﷺ کا ارشاد دیکھو' آج لوگ پوچھتے ہیں کہ وہ لوگ مسلمان بھی تھے کہ نہیں جن کو اللہ کا حبیب ﷺ فرما رہا ہے اے اللہ! آج میں سارے کا سارا اسلام لے آیا ہوں یعنی تین سو تیرہ بندے نہیں ہیں نظریہ اسلام ہے۔ ارے! فرد کا نظریے میں ڈھل جانا اسلام ہے اور اصدق الصادقین ﷺ فرما رہے ہیں کہ اللہ میں سارے کا سارا اسلام لے آیا ہوں اگر یہ لوگ یہاں کھیت رہے۔ "فلن تعبدا ابدا"۔ قیامت تک لوگوں کی پیشانیاں تیرے سجدوں سے محروم ہو جائیں گی۔ جب ہم نتیجے پر پہنچے ہیں تو پتہ چلتا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی عریش بدر کی دعا کا نتیجہ تھا اللہ نے فرمایا فرشتوں کو یہ بڑی بڑی باتیں کرتے تھے تم دیکھو انکو جو نہتے خالی پیٹ خالی تن بغیر اسلحے کے لشکر جرار کے سامنے سینہ سپر ہیں میری رضا کے لئے میرے محبوب ﷺ کے اشاروں پہ جان لٹانے کے لئے' جاؤ آج آسمانوں کی بجائے زمینوں پہ جاؤ اور ان کی طرف سے لڑو تمہیں پتہ چلے کہ میں نے کیسے انسان پیدا کئے۔ اور اس کا اصل سبب تو دعا ہے آقا نامدار ﷺ کی اور جب دعا ہی سے سارا کام ہونا تھا تو حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں دست مبارک اٹھا دیتے تو کام ہو نہ جاتا؟ لیکن دعا کا سلیقہ سکھایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ جو تمہارے بس میں ہے وہ کر گزرو۔ ڈیڑھ سو کلومیٹر سفر کرو بدر میں پہنچو روزہ قضا کرو جو ٹوٹا پھوٹا اسلحہ ہے لے آؤ اپنی جان حاضر کر کے اب موقع ہے دعا کا اب دعا کرو کہ خدایا مدد کر۔

محمود غزنوی نے سترہ حملے کئے ہندوستان پر اس کا ٹارگٹ تھا۔ سومنات کا بت وہ گجرات کا ٹھیاواڑ جو لب سمندر ہے وہاں سومنات کا مندر تھا کہاں غزنی ہے اور کہاں سومنات ہے سترہویں حملے میں وہاں پہنچ سکا سولہ دفعہ ناکام جاتا رہا۔ کسی حملے میں میدان جنگ میں اس کی دعا نظر نہیں آتی وہاں جب پہنچا تو ہندوستان کے سارے ہندو راجے مہاراجے اکٹھے ہو گئے اس بت کی حفاظت کے لئے تب سلطان نے زمین پر سر رکھ کر اللہ کو پکارا کہ اللہ میں نے سترہ حملے کئے جان لڑا دی' بندے شہید کرائے غزنی سے گجرات کاٹھیاواڑ تک کا راستہ صاف کیا اب تیری عطا سے میں یہاں پہنچا ہوں اب مجھے یہاں سے نامراد نہ لوٹانا۔ پورے ہندوستان کے لشکر تھے اللہ نے ایسی مدد کی کہ سب کو شکست ہوئی اور سلطان اس بت کو توڑ کر لے گیا اور غزنی کی مسجد کی سیڑھیوں کے دروازے کے نیچے اس کو توڑ کر اس کے پتھروں کی سیڑھیاں بنا دیں کہ جسے تم خدا سمجھتے تھے اس پر سے گزر کر لوگ اللہ کو سجدے کیا کرتے ہیں اب وہ غزنی میں دعا کرتا کہ اللہ مجھے سومنات پر فتح دے دے تو وہ مسنون طریقہ نہ ہوتا جو اس نے اختیار کیا۔ وہ سنت کا راستہ تھا۔

صلاح الدین ایوبی ساری عمر لڑتا رہا جب بیت المقدس کے دروازے پر پہنچا تو ہاتھ اٹھا دیئے کہ اللہ یہاں تک پہنچنا میرے ذمے تھا اسے آزاد کرنا یہ تیری بارگاہ کا کام ہے۔

ارے دعا گوؤ! میدان میں نکل کر دعا مانگو اپنا نام لکھے بغیر مشورے نہ دو' اپنی جان پیش کر کے دعا مانگو دین برحق کے غلبے کے لئے انصاف کے قیام کے لئے حقوق انسانی کی بحالی کے لئے غریب کو بھی زندگی میں سے حصہ دینے کے لئے غریبوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے' غریبوں کے علاج معالجے کے لئے ان کے اسلامی اور انسانی حقوق کی بحالی کے لئے میدان میں اترو اور پھر دعا مانگو' وہ فرشتے آج بھی بھیج دے گا وہ قادر ہے وہ حیّ وقیوم ہے اور آج بھی اسی دین کے لئے اور اسی نبی علیہ السلام کی عظمت پر فرشتے اتریں گے جس پر کل اترے تھے اسی پر آج بھی اتر سکتے ہیں نبی علیہ السلام بھی وہی ہے کتاب بھی وہی ہے دین بھی وہی ہے ہم بدل گئے ہیں۔ اگر ہم ٹھیک ہو جائیں تو فرشتے آج بھی اتر جائیں گے۔

اللہ کریم ہماری قوم کو آزادی کا شعور دے اور اس کی قدر و قیمت سے آگاہ کرے اور اسے قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آزادی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی غلامی کا نام ہے اس سے باہر آزادی کا کوئی تصور نہیں۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

زیرو پوائنٹ

باغی

جاوید چوہدری

چکوال سے ذرا دور' کلر کہار سے ذرا باہر اور منارہ سے ذرا پیچھے لوہے کا ایک پھاٹک' کچی پکی اینٹوں کی چند کوٹھڑیاں' کھانے کا ایک طویل ہال اور ایک سادہ سا ملاقاتی کمرہ ہے اس پھاٹک' ان کوٹھڑیوں' اس ہال اور اس ملاقاتی کمرے میں چند باریش' مسلح نوجوان ٹہل رہے ہیں' ان نوجوان مجاہدین کے سینے کشادہ' ہاتھ چوڑے اور پیشانیاں فراخ ہیں' ان کی آواز میں نرمی' آنکھوں میں حلیمی اور بشرے پر یقین کی سرخی ہے یہ مولانا محمد اکرم اعوان کے ان ہزاروں "باغیوں" میں سے چند ہیں جو وفاقی اور صوبائی دارالحکومتوں سے سینکڑوں میل دور کھڑے ہو کر انقلاب کی چاپ سن رہے ہیں' یہ لوگ بیک وقت ٹرینڈ فوجی' بہترین ایڈمنسٹریٹر' شاندار معلم اور کائنات کی وسعتوں میں اترنے اور انسانی باطن میں جھانکنے والے مکمل صوفی ہیں آپ ان سے ہاتھ ملائیں آپ کو ان میں مجاہد کی گرمی اور فوجی کی سختی ملے گی آپ ان کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھیں آپ کو وہاں میزبان کی حلیمی اور شاعر کی نرمی ملے گی آپ ان کی باتیں سنیں آپ کو ان میں صوفی کے لہجے کی مٹھاس اور مغنی کے گلے کی نزاکت ملے گی۔

میں نے ان کے "کمانڈر" مولانا محمد اکرم اعوان سے پوچھا ساڑھے چھ فٹ اونچے' سرخ سپید رنگت اور چیتے جیسی آنکھوں والے اکرم اعوان سے پوچھا ان حضرت جی سے جن کی ذات میں ایک شوکت' مخاطب کو مبہوت کر دینے والا دبدبا اور گردنیں جھکا دینے والا رعب ہے اور جو جب بولتے ہیں تو منہ سے لفظ نہیں ریشم کے نازک تار نکلتے ہیں میں نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں؟" اطمینان سے لبریز لہجے میں بولے۔ "یہ کل کے حکمران ہیں' ان میں کچھ گورنر ہیں' کچھ چیئرمین' کچھ سیکرٹری اور کچھ کمانڈر" میں نے حیران ہو کر پوچھا "کون سا کل؟" اسی سکون سے بولے "وہ کل جب پاکستان دنیا کی واحد اسلامی سپر پاور ہوگا۔" میں نے انہیں مزید کریدنے کی کوشش کی "موجودہ نظام کا کیا بنے گا؟" بلند قامت صوفی نے اتنا ہی بلند بالا قہقہہ لگایا "یہ سوال مجھ سے گورنر صاحب نے بھی پوچھا تھا میں نے انہیں جواب دیا تھا جناب یہ نظام اب گیا تو آپ لوگوں کو ساتھ لے کر جائے گا گورنر نے کہا مولانا بات سیدھی اور واضح کریں میں نے عرض کیا جناب منافقت اور ظلم پر ایستادہ نظام جب جاتے ہیں تو پیروکاروں کو بھی ساتھ لے کر جاتے ہیں' کہنے لگے نہیں اب بھی نہیں سمجھا تو میں نے عرض کیا' گورنر صاحب آپ کی حکومت' آپ کا احتساب بیورو' آپ کی عدالتیں اور آپ کی پولیس جس آصف علی زرداری کو کرپٹ' چور اور ڈاکو قرار دے رہی ہے وہی آصف علی زرداری نہ صرف ملک کے معزز ترین ایوان کا رکن ہے بلکہ ملک کی تقدیر کے فیصلوں کیلئے بلائے جانے والے ہر اجلاس میں اپنا ووٹ بھی ڈالتا ہے' یہ منافقت نہیں تو کیا ہے یہ ظلم نہیں تو کیا ہے کہ ایک نظام ایک شخص کو چور بنا کر کٹہرے میں بھی کھڑا کر رہا ہے اور اسی وقت اسے سینیٹر کے حقوق بھی دے رہا ہے"۔

میں نے پوچھا "کیا اس نظام کے خاتمے کی واحد وجہ یہی ہوگی۔" ان کے لہجے میں صوفیانہ مٹھاس بڑھ گئی۔ "نہیں بچے گا یہ نظام صلاحیت کا قاتل ہے' انسانی صلاحیتوں کی بربادی کا مجرم ہے' ہمارے علاقے میں ایک ڈاکو تھا' محمد خان ڈاکو' یہ شخص تن تنہا ایوب خان جیسے مضبوط حکمران سے لڑتا رہا پورے ملک کی پولیس' ساری انتظامیہ اس کا حوصلہ نہ توڑ سکی جب گرفتار ہوا تو اسے 62 بار پھانسی کی سزا سنائی گئی یہ چھبیس برس تک قید میں رہا لیکن یہ قید' کال کوٹھڑی اور عدالتیں اس کے اعصاب نہ توڑ سکیں وہ تروتازہ رہا اسنے 72 برس کی طویل عمر پائی ذرا سوچو یہ شخص اگر فوج میں ہوتا تو کیا اس جیسا کوئی دوسرا کمانڈر ہوتا وہ کسی نپولین' ٹیٹو' ہٹلر یا ڈیگال سے کم ہوتا لیکن افسوس اس نظام نے اسے جرنیل کی بجائے ڈاکو بنا دیا یہ نظام صلاحیت کا قاتل ہے۔ یہ عمرؓ کو عمرؓ ابن خطاب بنا تا ہے اسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق نہیں بناتا۔ ہم نے اپنے اس ادارے میں ایسے لوگ ہی جمع کر رکھے ہیں جنہیں یہ نظام' عام شخص' کہتا تھا ہم نے ثابت کیا کہ یہ عام لوگ نہیں ہیں یہ سب محمد خان ہیں ہم نے انہیں ٹریننگ دی اب لوگ ویل ٹرینڈ سولجر ہیں بیدار مغز جرنیل ہیں کامیاب منصوبے ساز' اعلیٰ پائے کے معلم اور بہترین منتظم ہیں' شریعت کو سمجھتے ہیں' تصوف کے راہی ہیں' معاشرتی بگاڑ کی اصلاح کے خواہش مند ہیں۔"

"تبدیلی کب آئے گی؟" میرا سوال سن کر مجاہد صوفی مسکرایا' اس کی آنکھوں میں ستاروں کی چمک ٹمٹمائی اور لہجے میں برساتوں کی مہک پھڑ پھڑائی۔

مراکز ذکر: خوشاب 0454-710039,0300-6071439' جوہر آباد 0454-720443

''انشاء اللہ ایک آدھ برس میں کیونکہ فصلیں پک چکی ہیں' کٹائی کا موسم آ چکا ہے اب بس ایک اعلان کی دیر ہے اور جوش عمل سے لبریز دہقان درانتیاں لے کر کھیتوں میں اتر جائیں گے'' کیا عام شہری آپ کا ساتھ دیں گے؟ وہ مسکرائے ''ہاں سو فیصد کیونکہ تبدیلی کی خواہش چند لوگوں کی بات نہیں ہر زبان کی دعا اور ہر نظر کی تمنا ہے۔''

باہر اس سادہ سے ملاقاتی کمرے سے باہر لوہے کا ایک پھاٹک' کچی پکی اینٹوں کی چند کوٹھڑیاں اور کھانے کا طویل ہال تھا جہاں چند باریش نوجوان ٹہل رہے تھے جن کے سینے فراخ' ہاتھ چوڑے اور پیشانیاں فراخ تھیں جن کی آواز میں نرمی' آنکھوں میں حلیمی اور بشرے پر یقین کی سرخی تھی جن کے قدموں کی ہر آہٹ اور جن کے بدن کی ہر حرکت پکار پکار کر کہہ رہی تھی ہم سب محمد خان تھے لیکن خدا کے اس بندے نے ہمیں ڈاکو بننے سے بچا لیا اب ہم میں سے کوئی نپولین' ٹیٹو' ہٹلر اور ڈیگال سے کم نہیں کیونکہ ہم جمال اور جلال' علم اور حلم کا حسین امتزاج ہیں' ہم صوفی بھی ہیں اور مجاہد بھی' ہم سپاہی بھی ہیں اور عالم بھی اور جب یہ سارے عناصر ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں تو پھر ایسے باغی جنم لیتے ہیں انقلاب جن کی منزل کا پہلا سنگ میل اور تبدیلی جن کی کتاب کا پہلا ورق ہوتی ہے۔

بشکریہ روزنامہ ''جناح''

انا للہ وانا الیہ راجعون

بورے والا سے سلسلہ عالیہ کے خلیفہ مجاز میاں ادریس صاحب ایڈووکیٹ کی ہمشیرہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔

سلسلہ عالیہ کے پرانے ساتھی خان محمد صاحب (بکھر بار) سرگودھا خالق حقیقی سے جا ملے ہیں ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

منزل

ارضِ پاکستان جو ہم کو ہے کی رب نے عطا

یہ نہیں منزل ہماری ہے سفر کی ابتدا

جب ہوئے آزاد ہم ہے یاد مجھ کو اب تلک

گھاؤ تھے اتنے لگے کہ اب بھی اُٹھتی ہے کسک

ظلم سہتے صدیاں بیتیں ہے گواہ پیر فلک

اور جو قیمت ادا کی میں دکھاتا ہوں جھلک

پی نہ سکتی تھی زمیں کہ خوں بہا تھا اس قدر

یوں ہوا اسلاف پہ افرنگ کا ظلم وجبر

مثلِ ٹیپو کچھ نے تو میدان میں دی جان وار

کہ نہ تھا ان کو گوارا یاں - فرنگی اقتدار

کچھ نے تنکوں پر بسر کی کچھ نے کی پھانسی قبول

خوش دلی سے جان دے دی نہ ہوئے ہرگز ملول

سب نے آزادی کی خاطر دکھ سہے تھے بے بہا

کہ ہوئی تھی بعض کو تو کالے پانی کی سزا

جو دی آزادی کی قیمت ہو نہیں سکتی بیاں

کہ ہے پس منظر میں پنہاں ایک لمبی داستاں

ہم سے آزادی کی منزل ہے ابھی تک کوسوں دور

کہ ہے مغرب ہم سے بہتر ہے یہی دل میں فتور

تجھ کو بھی دل سے اویسی چاہیے اتنا ضرور

کہ تو اب کے چھوڑ دے مغرب کو کہنا جی حضور

☆......انجینئر عبدالرزاق اویسی' ٹوبہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

تصوف کی ضرورت اور آدابِ شیخ

کسی نے حضرت تھانویؒ سے پوچھا کہ آپ اپنے وعظ میں اتنے علوم کا احاطہ کیسے کر لیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کتب بینی بہت کی ہے حضرت تھانویؒ نے فرمایا نہیں اے مولویو! درس نظامیہ جتنا تم نے پڑھا ہے اتنا ہی اشرف علیؒ نے۔ لیکن تم صرف کتب بینی پر قناعت کرتے ہو اور ہم کتب بینی زیادہ نہیں کرتے مگر "قطب بینی" زیادہ کرتے ہیں۔ ایک چھوٹے "ک" اور ایک بڑے "ق" میں فیصلہ کر دیا۔

☆ اعجاز احمد بخاری ☆
مظفر گڑھ

• دینی حلقوں میں یہ تاثر عام ہو گیا ہے کہ تصوف کے نام پر اصلاح احوال اور تزکیہ نفس ہر ایک کی ضرورت نہیں۔ اس طرح کی تربیت لطائف' مراقبات اور منازل اُن لوگوں کو موافق ہیں جو دینی علوم سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ روحانی تربیت اور تعمیر سیرت کی ضرورت جتنی اہل علم حضرات کو ہے اتنی عام بندے کو نہیں جس کا حصول مجالس ذکر اللہ اور صحبت شیخ کے بغیر ممکن نہیں۔ ورنہ نفس امارہ اپنا کام کر دکھاتا ہے۔

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگمان رہنا

تقلید اسلاف

دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کا اس بارے میں کیا شغل رہا۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بعض بے وقوف لوگ سمجھتے ہیں کہ مولانا قاسم نانوتویؒ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ نے جب حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکیؒ (آپ مروجہ درس نظامی سے فارغ التحصیل نہیں تھے اور نہ نامور عالم دین تھے) کا ہاتھ پکڑا تو حاجی صاحب چمک گئے ورنہ حاجی صاحب کو کون جانتا تھا۔ مولانا تھانویؒ نے بڑے جوش میں فرمایا کہ خدا کی قسم یہ نادان لوگ ہیں جب سے ہم بیعت ہوئے قول و فعل میں لذت آشنائی کا عنصر شامل ہو گیا۔ حاجی صاحب کے فیضان صحبت سے پہلے ہمارے علوم بے جان تھے۔ ہمارے اندر ایمان تھا۔ لیکن ایمان اعتقادی تھا، ایمان استدلالی تھا، ایمان عقلی تھا، معیت عام حاصل تھی۔ صحبت شیخ میں جب ذکر اللہ شروع کیا تو اللہ کا نور قلب میں داخل ہوا۔ ایمان اعتقادی سے بڑھ کر ایمان حال بن گیا۔ دل کے دروازے کھل گئے۔ معیت عامہ بڑھ کر معیت خاصہ میں بدل گئی۔ "وھوا معکم" کی کیفیت ذوقیہ' حالیہ' وجدانیہ میں بدل گئی۔ یہاں تک کہ قلب محسوس کرنے لگا کہ ہمارے دل میں اللہ ہے۔

حقیقت کیا تمہاری تھی میاں آہ
یہ سب امدادؒ کے لطف و کرم تھے۔
(مولانا تھانویؒ کا تخلص آہ تھا)

لہٰذا کسی صاحب نسبت سے تعلق ہر ایک کی ضرورت ہے کہ چراغ ہی سے چراغ جلتے ہیں۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے
یہ آگ لگتی نہیں لگائی جاتی ہے

یعنی جب آدمی صاحب نسبت ہو جاتا ہے اخلاق رذیلہ اخلاق حمیدہ سے بدل جاتے ہیں۔

بقول مولانا رومؒ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

ایک صوفی شاعر نے علما کرام کو ایسے اللہ والوں سے تعلق پیدا کرنے کی ترغیب اس طرح سے دی ہے۔

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستار فضیلت گم ہو دستار صحبت میں

کہ علما کی دستار فضیلت کہ جس پر علما کو ناز ہے اگر کسی اللہ والے کی دستار صحبت میں گم ہو جائے (اگر کچھ دن کسی اللہ والے کی جوتیاں سیدھی کر لیں) تو نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جائیں۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ دو عالم دین میرے پاس لے آؤ میں جلد ہی بتا دوں گا کہ کونسا عالم صاحب نسبت ہے اور کونسا نہیں۔

کسی نے حضرت تھانویؒ سے پوچھا کہ آپ اپنے وعظ میں اتنے علوم کا احاطہ کیسے کر لیتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کتب بینی بہت کی ہے حضرت تھانویؒ نے فرمایا نہیں اے مولویو! درس نظامیہ جتنا تم نے پڑھا ہے اتنا ہی اشرف علیؒ نے۔ لیکن تم صرف کتب بینی پر قناعت کرتے ہو اور ہم کتب بینی زیادہ نہیں کرتے مگر "قطب بینی" زیادہ کرتے ہیں۔ ایک چھوٹے "ک" اور ایک بڑے "ق" میں فیصلہ کر دیا۔

آدابِ شیخ:- حصول فیض کیلئے ادب شیخ شرط اول ہے دیکھئے کہ ان علما کرام کے اندر کتنا ادب تھا۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے ایک رسالہ لکھا اور مولانا قاسم نانوتویؒ کو دیا کہ اس کی اصلاح کر دیں۔ اس میں علمی لحاظ سے ایک لفظ مسودہ میں غلط ہو گیا۔ تو مولانا قاسمؒ نے اس مقام پر یہ نہیں لکھا کہ حضرت آپ سے یہاں غلطی ہو گئی ہے بلکہ وہاں دائرہ بنا کر یہ لکھ دیا کہ حضرت یہ لفظ میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔

اللہ اللہ کیا ادب تھا۔ کہ نقص کی نسبت شیخ کی طرف نہیں کی بلکہ اپنی سمجھ کی طرف کر دی۔

با ادب با نصیب

بے ادب بے نصیب

اے اللہ! ہمیں توفیق ادب دے اور بے ادب لوگوں کی صحبت سے بچا۔ کیونکہ بے ادب انسان اللہ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ اللہ کا فضل آج بھی رواں دواں ہے۔ بشرطیکہ کوئی طلب صادق رکھتا ہو۔ جتنی ظلمت زیادہ ہوتی ہے اللہ اس کے مقابلے میں ہدایت آسان فرما دیتے ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کا طرہ امتیاز ہے کہ سالک کی تربیت کر کے روحانی طور پر بارگاہ نبوت میں لا کر آپ ﷺ سے روحانی بیعت کا رشتہ جوڑ دیتا ہے۔ یہی وجہ کہ شیخ المکرم حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ نے اپنے شیخ حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دارالعرفان منارہ (جس کا سنگ بنیاد ان کے شیخؒ نے رکھا تھا) میں تعلیم وتربیت کا حقیقی خانقاہی نظام وضع کر رکھا ہے۔ آپ مدظلہ کا یہ اعلان ہمارے لئے کافی ہے فرماتے ہیں:-

"یہ مجھ پر اللہ کا احسان ہے کہ ایک نگاہ میں ایک شخص کے وجود کے ذرے ذرے کو اللہ کا ذکر سکھا سکتا ہوں۔ جس کیلئے بڑے بڑے صوفی برسوں کا وقت طلب کرتے تھے۔ مجھے اللہ نے یہ قوت بخشی ہے کہ وہ بات میں ایک لمحے میں کر سکتا ہوں یہ اللہ کی عطا ہے۔ اگر آپ اس کے طالب ہوں تو یہ اس راستے کی ایک منزل ہے"۔

طریقہ ذکر سلسلہ عالیہ پاس انفاس (قلبی خفی) ہے اور نسبت اویسیہ کہلاتی ہے۔ جس کی تعریف شاہ ولی اللہؒ نے برسوں پہلے اپنے ملفوظات میں کر دی ہے۔ طریقہ ذکر پاس انفاس کے متعلق بھی علما کرام نے تصوف کی ہر کتاب میں بہت وضاحت سے لکھ دیا ہے۔

حضرت اشرف علی تھانویؒ نے تو یہاں تک فرمادیا کہ اگر کسی اللہ والے کی بات پر غلطی کا گمان ہو تو فوراً تاویل کر دینی چاہئے تاکہ بدگمانی کی نحوست سے بچا جائے کیونکہ بدگمانی مانع فیض ہے۔

ولی اللہ سے بدگمانی کا نتیجہ

حکایات الصالحین میں شیخ ابوبکرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوالفضل بن جوہری مصریؒ کی خبر سنی اور آپ کی زیارت کے مقصد سے شیخ کی مجلس وعظ میں شریک ہوا میں نے دیکھا کہ شیخ خوبصورت بلیغ آدمی تھے اور لباس فاخرہ پہنے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ بن جوہریؒ ہیں جن کی نسبت بہت کچھ کہا جاتا ہے اور ان کی پرہیزگاری کی شہرت گشت کرتی پھرتی ہے ان کے لباس اور ان کی ہیبت و آرائش سے میں متعجب رہ گیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ کر چلا گیا۔ جب میں مصر کے بازار سے گزر رہا تھا۔ تو میں نے ایک عورت کی چیخ و پکار سنی وہ گریہ وزاری کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

وامصیبتاہ وابنتاہ وافضیحتا

میں رحم کھا کر اس کے پاس چلا گیا اور پوچھا اے عورت! تجھے کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا حضرت میں ایک پردہ نشین عورت ہوں اور میری صرف ایک لڑکی ہے میں نے بڑی کوشش سے اس لڑکی کی پرورش اور حفاظت کی۔ جب وہ جوان ہوئی تو ایک نیک بخت صالح مسلمان سے اس کا عقد کر دیا۔ آج اس کی رخصتی کا دن ہے اور آج ہی اس پر جن کا اثر ہو گیا ہے اور اس کی عقل جاتی رہی ہے میں نے اس عورت سے کہا مت ڈر اس کا علاج میرے ذمہ ہے اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کی برکت سے اس کی حالت کی اصلاح بھی میرے ذمہ ہے۔

یہ سنکر وہ عورت مجھے ایک خوبصورت مکان میں لے گئی۔ جس میں بیاہ شادی میں کام آنے والی ہر قسم کی چیزیں موجود تھیں اچانک اس کی لڑکی نظر آئی جو کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف دیکھتی تھی اور جس پر جن کا اثر تھا۔ میں نے قرآن شریف کی دس آیتیں ساتوں قرأتوں کے ساتھ پڑھ کر اس پر دم کیں۔ اس وقت جن کہنے لگا اے شیخ ابوبکرؒ تم سات قرأتوں سے قرآن پڑھ کر ہم پر فخر نہ کرو ہم ستر قسم کے جن ہیں جو حضرت علیؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ آج ہم شیخ ابوالفضل بن جوہریؒ کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنے آئے تھے۔ جن کی تم نے حقارت کی اور جنکی نسبت بدگمانی کی۔ خدا سے استغفار کرو اور اپنی غفلت کا توبہ سے تدارک کرو ہم اس راستہ سے جا رہے تھے۔ جب اس کے گھر پر سے گزرے تو اس لڑکی نے ہم پر نجاست پھینکی سب ساتھی بچ گئے مگر میرے کپڑے نجس ہو گئے اور میں شیخ ابوالفضلؒ کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے سے محروم رہا۔ میں نے غصہ میں آ کر یہ کیا جو تم نے دیکھا۔ میں نے کہا اس شیخ صالح کی حرمت سے جن کے پیچھے تم نماز ادا کرنے آئے تھے اس پر سے اُتر جاؤ۔ کہا بہت اچھا اور اُسی وقت اس پر سے اُتر گیا۔ لڑکی اُسی وقت اچھی ہو گئی اور مجھ سے شرما کر برقع ڈال لیا۔ گویا اُسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ اس کی والدہ بہت خوش ہوئی اور کہا اللہ تمہیں نیک جزا دے۔ پھر میں اُسی وقت شیخ صالحؒ کی زیارت کے عزم سے نکل کھڑا ہوا۔ جب شیخؒ نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو مسکرا کر فرمایا۔ اہلاً وسہلاً شیخ ابوبکرؒ تمہیں ہماری حالت کا یقین نہ ہوا جب تک کہ جن نے یہ خبر نہ دی۔ ان کی یہ بات سُن کر میں بیہوش ہو کر گر پڑا پھر ایک مدت تک شیخؒ کی صحبت میں ہی رہ گیا اور اللہ سے توبہ کر لی کہ کرامات اولیا سے کبھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

انکار نہ کروں گا۔

اھل اللہ کا ایثار

تصوف سارے کا سارا ایثار یعنی دوسروں کا درد بانٹنے کا درس دیتا ہے حضرت جنید بغدادی پہلے پہلوانی کی روٹی کھاتے تھے۔ ولی اللہ نہ تھے ایک دن شاہ بغداد نے اعلان کیا کہ آج جنید بغدادیؒ پہلوانی دکھائے گا ہے کوئی جو مقابلے میں آئے۔ ایک سید صاحب بڑے میاں کانپتے ہوئے کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں لڑوں گا۔ بادشاہ قانوناً مجبور تھا۔ کہ جو آدمی مقابلہ میں آئے۔ اسے منع نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لہذا بادشاہ نے بوڑھے سید صاحب کو اجازت دے دی جب بوڑھا میدان میں اُترا تو ساری رعایا حیران کہ یہ بوڑھا کیسے لڑے گا۔

بوڑھے نے جنید بغدادیؒ سے کہا کہ اپنا کان یہاں لاؤ اور کان میں کہا کہ میں تم سے جیت نہیں سکتا۔ میں بوڑھا اور کمزور ہوں ۔ دس دن سے کچھ نہیں کھایا۔ لیکن میں سید ہوں اولادِ رسولؐ ہوں۔ میرے بچوں کو بھی فاقہ ہے۔ اگر تم آج اپنی عزت کو اللہ کے نبی کی محبت میں قربان کر دو اور ہار جاؤ تو یہ انعام مجھے مل جائے گا۔ سال بھر کے لئے میرے بچوں کی روٹی کا انتظام ہو جائے گا۔ میرا قرضہ ادا ہو جائے گا۔ اور حضورؐ تم سے خوش ہو جائیں گے کیا تم اے جنیدؒ اپنی عزت کو اولادِ رسولؐ پر فدا نہیں کر سکتے۔ جنید بغدادیؒ نے دل میں سوچا کہ موقع اچھا ہے۔

محبت کی بازی وہ بازی ہے دانش
کہ خود ہار جانے کو جی چاہتا ہے

چنانچہ جنید بغدادیؒ نے دو چار ہاتھ اِدھر اُدھر چلائے اپنا کرتب دکھایا۔ خوب زور لگایا۔ مگر آخر کار گر گئے اور وہ سید صاحب سینہ پر چڑھ گئے اور سارا انعام لے گئے۔ رات کو خواب میں جنید بغدادیؒ کو سرورِ عالمؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے جنیدؒ! تم نے اپنی عزت و آبرو کو میری اولاد کی محبت میں فدا کر دیا۔ جو فاقہ سے تھی آج سے تم اولیاء اللہ کے رجسٹر میں درج ہو گئے۔

پھر اتنے بڑے پہلوان نے اپنے نفس کو اتنا مٹایا۔ کہ ایک بار اعلان ہوا کہ مسجد میں جو سب سے کمتر ین اور بدترین انسان ہو وہ مسجد چھوڑ دے۔ سب سے پہلے جنید بغدادیؒ نکلے اور فرمایا میں سب سے بدترین انسان ہوں گنہگار ہوں۔ ان کے شیخ کو جب اطلاع دی گئی کہ آج جنید بغدادیؒ نے یہ کیا ہے تو فرمایا کہ آہ! یہی چیز تو ہے جس نے جنیدؒ کو جنیدؒ بنایا ہے کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھا۔

کچھ ہونا مرا ذلت وخواری کا سبب ہے
یہ ہے میرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

علمی المیہ

قرآن حکیم میں ارشاد ہے جو بھی کلمہ پڑھتا ہے یعنی مسلمان ہوتا ہے وہ اللہ کا ولی (ولایت عامہ) ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُسے اندھیرے سے نکال کر نور (روشنی) کی طرف لے آتے ہیں۔ حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ آپؐ کا علمی بصیرت کے علاوہ شعبہ سپاہ گری کا یہ عالم ہے کہ آپ گھوڑے کو دوڑا کر بیٹھتے تا کہ رکاب کی محتاجی نہ رہے۔ اپنے زمانے کے بڑے پہلوان کو پچھاڑ دیا۔ آپؐ کے شکم مبارک کی ہیت کا یہ عالم ہے کہ بھوک کی وجہ سے دو پتھر باندھ لئے پتہ کسی کو نہ چلا۔

آپؐ نے غزوہ بدر کے بعد قیدی' مشرکین مکہ جو جانی دشمن تھے کو اس شرط پر معاف کر دیا کہ وہ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ ظاہر ہے انہوں نے قرآن وحدیث نہیں پڑھانا تھا۔ ارشاد گرامی ہے علم حاصل کرو یہاں تک کہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ اغیا کی ایک سازش یہ بھی کہ ہم دینی دنیوی علوم کے درمیان خلیج اختیار کر چکے ہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمان نے زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا لوہا منوایا اور خوب سائنسی ترقی کی۔ کاغذ سازی کا سب سے پہلا کارخانہ بغداد میں قائم ہوا۔ رابرٹ ریفالٹ کہتا ہے اگر عرب نہ ہوتے تو عصر حاضر کی تہذیب جنم نہ لیتی۔ آرنلڈ لکھتا ہے کہ عربی کتابوں کے سینکڑوں تراجم یورپ کی بنجر زمین پر بارش بن کر برسے۔ اس وقت اندلس کے باشندے سو فیصد زیور تعلیم سے آراستہ تھے اس کے مقابلے میں پادری دستخط کرنے سے ناواقف تھے۔ دستخط کرنے کی بجائے شراب میں انگلی ڈبو کر کاغذ پر دھبے لگایا کرتے تھے۔ اُمرا برتن کی بجائے بھینس کے سینگ میں شراب پیتے تھے۔ نہانا دھونا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے یورپین اپنے آپ کو Cave man لکھتے ہیں۔ جنہیں صرف غاروں میں زندگی بسر کرنا آتا تھا جبکہ مسلمانوں کا معیار زندگی کہیں بلند تھا۔ تعصب کا اندازہ اس بات سے لگا ئیں کہ صلیبی جنگوں میں لاکھوں کتابیں جلا دی گئیں اور مسلمانوں کی چھ سو سالہ محنت شاقہ پر پانی پھیر دیا گیا۔ باقی رہی سہی کسر تاتاریوں نے پوری کر دی۔

نشان راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے وہ ایک جلوہ شرر کیلئے

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ علم نتواں خدارا شاخت یعنی جاہل شخص خدا کو نہیں پہچان سکتا۔ اللہ کا احسان ہے کہ قرآن حکیم ایک انقلاب آفرین کتاب ہے جو آداب غلامی نہیں سکھاتی بلکہ جہانگیری اور حکمرانی کا درس دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت دے اور ذکر و فکر کی نعمت سے سرفراز کرے۔ آمین۔

ہالینڈ کے ماہر نفسیات "ویند ہاون" جو نفسیاتی امراض کا علاج کرتا آرہا ہے لکھتا ہے کہ لفظ اللہ کا پہلا حرف "الف" نظام تنفس سے خارج ہوتا ہے اور سانس کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ صرف لام کی صحیح ادائیگی سے تناؤ کو عافیت حاصل ہوتی ہے آخری صرف "ہ" کی ادائیگی سے پھیپھڑے اور دل کا رابطہ ہوتا ہے اور بدلے میں یہ رابطہ دل کی دھڑکن کو کنٹرول کرتا ہے۔

یہ کتنی غنیمت ہے کہ بندہ کا آخری وقت یعنی سانس کی آمد شد اور دل کی دھڑکن ذکر اللہ کے بغیر نہ ہو ☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

کمال انسانیت یہ ہے کہ بھرپور‘ خوبصورت
اور معتدل زندگی گزاری جائے جس میں
ایک ترتیب‘ ایک معیار اور ایک حسن جھلکتا
ہو اور یہ سب کچھ رب جلیل کو راضی رکھنے
کے لئے کیا جائے اور واقعی یہی معیار کمال
بھی ہے کہ لباس اچھا ہو مگر تفاخر کے لئے نہ
ہو۔ پیٹ بھرا ہو مگر حلال سے۔ بازو میں
قوت ہو مگر زیادتی نہ کرے۔

اقتباس از ”کنزالطالبین“

تاجران : کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

تعاون

شیخ ناصر‘ شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ

منٹگمری بازار‘ فیصل آباد فون 041-617057-611857

www.naqshbandiaowaisiah.com

طب و صحت

معدہ کے امراض

☆.........ڈاکٹر محمد اقبال ظفر

معدہ کے امراض کی بالعموم تین اقسام ہیں۔

1-معدہ کی سوجن۔ ورم معدہ Gastrites of Stomic

2-زخم معدہ Ulcer of Stomic

3-سرطان معدہ Cancer of Stomic

☆☆☆

1-معدہ کی سوجن یا ورم معدہ

Gastrites of Stomic

علامات

(۱) جلن اور دردیں جو دبانے سے زیادہ ہوتی ہیں۔

(۲) لگاتار پیاس۔ ٹھنڈے پانی کی طلب۔

(۳) غذا اور پانی معدہ میں نہیں ٹھہرتا۔ جی متلاتا ہے۔

(۴) زبان میلی رہتی ہے اور ذائقہ خراب

(۵) بدہضمی، غشی، نقاہت

(۶) معمولی بخار۔ مرض شدید ہو تو بخار تیز بھی ہو جاتا ہے۔

(۷) ناہضم شدہ خوراک کی قے ہو جاتی ہے۔

(۸) قے کے بعد بلغم خارج ہوتا ہے، گاہے خون بھی آ سکتا ہے۔

(۹) پیشاب کم اور سرخ رنگ کا آتا ہے۔

(۱۰) مریض کا دل ڈوبا رہتا ہے۔

(۱۱) مروڑ کے ساتھ پتلے پتلے دست بھی آتے ہیں۔

اسباب

1-معدہ پر چوٹ لگنا 2-زہریلی غذا 3-کسی دوا کاری ایکشن 4-زہر خوردنی 5-شدید ذہنی صدمہ

معدہ کی پرانی سوجن

علامات

(۱) کھانا کھانے کے فوراً بعد دھیما دھیما درد اور بوجھ۔

(۲) بعض اوقات قے کے ذریعہ ترش پانی یا بلغم کا اخراج

(۳) زبان میلی اور کنارے سرخ

(۴) مریض اکثر معدہ میں بوجھ، درد اور جلن کی شکایت کرتا ہے۔

(۵) نفخ، پیاس اور ہاتھ پاؤں کی جلن

(۶) قبض اور نہایت رنگین پیشاب

(۷) ہاتھ سے دبانے پر معدہ میں خاصہ درد محسوس ہوتا ہے۔

اسباب

(۱) چوٹ کے اثرات (۲) زہر خوردنی کے اثرات

(۳) دوا کاری ایکشن (۴) بے وقت کھانا

(۵) بازاری اور مصالحہ دار غذائیں (۶) تیز مرچ کا استعمال

(۷) غم اور غصہ کے اثرات جو زیادہ عرصہ رہیں۔

(۸) دن رات جنسی خیالات کا ذہن پر دباؤ (نوجوان نسل میں یہ مرض عام ہے)

زخم معدہ

علامات

(۱) کھانا کھانے کے بعد شدید درد۔ اس کی شدت آدھ سے ایک گھنٹہ رہتی ہے یہاں تک کہ مریض کھائی ہوئی غذا قے کر دیتا ہے۔

(۲) کبھی کسی بڑی شریان کے پھٹ جانے سے خون کی قے آ جاتی ہے۔

(۳) زخم سے معدہ میں سوراخ ہو جاتا ہے اور خوراک پردہ صفاق میں چلی جاتی ہے جس سے مریض کی ہلاکت ہو جاتی ہے۔

اسباب

اسباب وہی ہیں جو معدہ کی سوجن کے بیان ہو چکے ہیں۔

سرطان معدہ

Cancer of Stomic

علامات۔

(۱) مقام معدہ پر برچھی چبھنے جیسا درد ہوتا ہے۔

(۲) کھانے کے علاوہ بھی درد ہوتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

(۳) دبانے سے یا کھانا کھانے سے یہ درد زیادہ ہو جاتا ہے۔

(۴) اکثر قے آتی ہے جس سے خون خارج ہوتا ہے۔

(۵) مریض روز بروز لاغر ہوتا جاتا ہے۔

(۶) خواتین میں یہ مرض زیادہ ہوتا ہے۔

(۷) معدہ کی پرانی سوزش بھی اس کا سبب ہوتی ہے۔

علاج

معدہ کی تمام امراض کا علاج ایک ساتھ لکھا جا رہا ہے۔ عام علامات سے لے کر کینسر تک ایک ہی طرز کا علاج ہے۔

طب نبوی

(۱) جو کے دلیہ کا ناشتہ

(۲) شہد۔ نہار منہ اور عصر کے وقت اُبلے ٹھنڈے پانی میں 2+2 چمچ

(۳) زیتون کا تیل دوپہر اور رات کو سوتے وقت دو چمچ

مرکب نسخہ (السر اور کینسر میں)

کلونجی ۱۰ گرام، برگ کاسنی ۱۵ گرام، برگ مہندی ۱۰ گرام

قسط شیریں ۱۰ گرام میتھی کے بیج ۵ گرام

ان تمام چیزوں کو ملا کر پیس لیں اور ایک چھوٹا چمچ صبح اور شام کھانے کے بعد علامات دور ہونے تک استعمال کریں۔

دودھ بطور غذا بھی بے حد مفید ہے۔

هومیو علاج

آرسنکم البم Arsnicum Album 30

دن میں تین بار۔ شدید نوعیت کی صورت میں ہر دو گھنٹے بعد

علامات ... پانی کی پیاس خوراک کی نالی میں جلن پانی پینے کے بعد ... ان علامات پر سوجن سے کینسر تک کامیاب علاج ہے۔

2- ارجنٹم نائٹریکم Argentum Nitricum 30

دن میں تین بار استعمال کریں۔

علامات خالی پیٹ سے چینی اور ... کھانا لینے کے بعد ... گھنٹے بعد ... مختلف ذہنی پریشانیاں

3- آرنیکا Arnica 30

دن میں تین بار

علامات چوٹ لگنے سے پیدا شدہ علامات۔

ڈاکٹری علاج

(1)Injection dextrose 10% state

(2) Injection any suitable Antibiutic)

(3) Injection Antihistamine State

OR

Anti Deprenion Agent Low Dose

Stomic Ulcer معدہ کا کینسر

(1) Tab- Ulcerox 1+1

(2)Tab- Anti Depression (As patiemt condition)

Normally Simgle Night Dose

Foframil 25 mg 1Hs

OR

Nerviwo 5 mg 1Hs

OR

Lenton 10 mg 1Hs etc

(تین سے چھ ماہ تک متواتر)

پرہیز

(۱) غم و غصہ اور بُرے خیالات سے پرہیز

(۲) بہت زیادہ کھانے سے پرہیز

(۳) غیر معیاری ادویات بازاری کھانے مصالحہ دار کھانے باسی خوراک گلے سڑے پھل سے پرہیز

(۴) خواتین مانع حمل ادویات سے پرہیز کریں اور مرد Sex کی ادویات اور فحش لٹریچر سے دور رہیں۔

خوراک

شہد دلیا گلوکوز دودھ نرم غذا

مرض سے نجات کے لئے دوا کے ساتھ ... کثرت سے کیا جائے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی جائے اور حضور اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجا جائے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

گوشۂ خواتین

عورتوں کا جہاد

اسماء بنت یزید انصاری صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ میں عورتوں کی طرف سے بطور قاصد کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' بیشک آپ ﷺ کو اللہ جل شانہ نے مرد اور عورت دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ اس لئے ہم عورتوں کی جماعت آپ ﷺ پر ایمان لائی اور اللہ پر ایمان لائی' لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکانوں میں گھری رہتی ہے پردوں میں بند رہتی ہے مردوں کے گھروں میں گڑی رہتی ہے اور مردوں کی خواہشیں ہم سے پوری کی جاتی ہیں ہم ان کی اولاد کو پیٹ میں اٹھائے رہتی ہیں۔ اور ان سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے رہتے ہیں۔ جمعہ میں شریک ہوتے ہیں جماعت کی نمازوں میں شریک ہوتے ہیں بیماروں کی عیادت کرتے ہیں جنازوں میں ترکت کرتے ہیں اور اس سب سے بڑھ کر جہاد کرتے رہتے ہیں اور جب وہ حج کیلئے یا عمرہ کیلئے یا جہاد کیلئے جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں ان کیلئے کپڑا بنتی ہیں ان کی اولاد کو پالتی ہیں کیا ہم ثواب میں ان کے شریک نہیں۔ حضور اقدس ﷺ یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ تم نے دین کے بارہ میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سنی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو خیال بھی نہ تھا کہ عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے' اس کے بعد حضور اقدس ﷺ اسماء رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ غور سے سن اور سمجھ اور جن عورتوں نے تجھ کو بھیجا ہے ان کو بتا دے کہ عورت کا اپنے خاوند کیساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈنا اور اس پر عمل کرنا ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ جواب سن کر نہایت خوش ہوتی ہوئی واپس ہو گئیں۔

(ماخوذ از فضائل اعمال حکایات صحابہؓ)

خواتین حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت اختیار کریں

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت کی خواتین کی سردار نکاح کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئیں تو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپس میں یہ بات طے کر لی کہ حضرت علی گھر کے باہر کے کام کریں گے اور حضرت فاطمہ گھر کے اندر کے کام کریں گی' چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی محنت سے گھر کے کام انجام دیتی تھیں اور بڑے شوق وذوق سے اپنے شوہر کی خدمت کرتی تھیں' لیکن محنت کا کام زیادہ ہوتا تھا۔

وہ زمانہ آجکل کے زمانے کی طرح تو تھا نہیں' آج کل تو بجلی کا سوئچ آن کر دیا اور کھانا تیار ہو گیا۔ اس زمانے میں کھانا تیار کرنے کیلئے چکی کے ذریعہ آٹا پیستیں' تنور کے لئے لکڑیاں کاٹ کر لاتیں اور تنور یر سلگاتیں اور پھر روٹی پکاتیں۔ ایک لمبا چوڑا عمل تھا' جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بڑی مشقت اٹھانا پڑتی تھی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑے شوق وذوق سے یہ مشقت اٹھاتی تھیں۔ لیکن جب غزوہ خیبر کے موقع پر حضور اقدس ﷺ کے پاس بہت مال غنیمت آیا' اس مال غنیمت میں غلام و باندیاں بھی تھیں' چنانچہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں ان کو تقسیم کرنا شروع کیا تو حضرت فاطمہؓ سے کسی نے کہا کہ آپ بھی جا کر حضور اقدس ﷺ سے کہہ دیں کہ ایک باندی آپ کو

www.naqshbandiaowaisiah.com

بھی دے دیں' چنانچہ حضرت فاطمہؓ حضرت عائشہؓ کے گھر میں حاضر ہوئیں اور ان سے کہا کہ آپ حضور اقدس ﷺ سے کہیں کہ چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں اور پانی کی مشک اٹھاتے اٹھاتے سینے پر نیل پڑ گئے ہیں۔ اس وقت چونکہ مال غنیمت میں اتنے سارے غلام اور باندیاں آئی ہیں' کوئی غلام یا باندی اگر مجھے مل جائے تو میں اس مشقت سے نجات پالوں' یہ کہہ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس اپنے گھر آ گئیں۔

جب حضور اقدس ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی صاحب زادی حضرت فاطمہؓ تشریف لائی تھیں۔ اور یہ فرما رہی تھیں' کہ چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں اور پانی کی مشک اٹھانے سے سینے پر نیل کے نشان آ گئے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اس وقت باپ کے جذبات کا کیا عالم ہوگا۔ لیکن حضور اقدس ﷺ نے ان کو اپنے گھر بلایا اور فرمایا فاطمہ! تم نے مجھ سے باندی یا غلام کی درخواست کی ہے لیکن جب تک سارے اہل مدینہ کو غلام اور باندی میسر نہ آ جائیں' اس وقت تک میں محمد کی بیٹی کو غلام اور باندی دینا پسند نہیں کرتا۔ (ماخوذ از وعظ شوہر کے حقوق)

خواتین کے لئے نسخہ کیمیا' "تسبیح فاطمی"

البتہ میں تمہیں ایک ایسا نسخہ بتاتا ہوں جو تمہارے لئے غلام اور باندی سے بہتر ہوگا' وہ نسخہ یہ ہے کہ جب تم رات کے وقت بستر پر لیٹنے لگو تو اس وقت ۳۳ مرتبہ "سبحان اللہ" ۳۳ مرتبہ "الحمد للہ" اور ۳۴ مرتبہ "اللہ اکبر" پڑھ لیا کرو' یہ تمہارے لئے غلام اور باندی سے زیادہ بہتر ہوگا۔ بیٹی بھی تو سرکار دو عالم ﷺ کی بیٹی تھیں' پلٹ کر کچھ نہیں کہا بلکہ جو کچھ حضور ﷺ نے فرمایا اسی پر مطمئن ہو گئیں اور واپس تشریف لے گئیں' اسی وجہ سے اس تسبیح کو "تسبیح فاطمی" کہا جاتا ہے۔

(جامع الاصول ص ۵۰۱ ج ۶)

مالی حقوق:

بیوی پر شوہر کے بہت سے حقوق ہیں ان میں مال کے بارے میں زیادہ اہم یہ تین ہیں۔

(۱) مال کی حفاظت کرنا۔

(۲) ضرورت سے زیادہ مطالبہ کرنے سے گریز کرنا۔

(۳) شوہر کو حرام کمائی سے بچانے کی فکر کرنا۔

پرانے زمانے کی عورتیں ان حقوق کا لحاظ رکھتی تھیں' چنانچہ جب کوئی شخص کمانے کے لئے گھر سے جاتا تو اس کی بیوی اسے یہ نصیحت کرتی کہ حرام کمائی سے بچنا اور یہ یقین دلاتی کہ ہم بھوک پر صبر کر لیں گے' تنگ دستی سے ہمیں کوئی خوف نہیں ہے' لیکن دوزخ کی آگ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہوگی' اس لئے حرام کی کمائی گھر میں مت لانا' حلال مال جتنا بھی مل جائے اس پر صبر کر لیں گے۔

حضرت عائشہؓ کا اللہ کے نیک بندوں پر خرچ کرنا

محمد بن منکدرؒ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی سخت حاجت کا اظہار کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس اس وقت بالکل کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر میرے پاس دس ہزار بھی ہوتے تو سب کے سب تمہیں دے دیتی مگر اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ وہ واپس چلے گئے' تھوڑی دیر بعد خالد بن اسدؒ کے پاس سے دس ہزار کا ہدیہ حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچا۔ فرمانے لگیں کہ میری بات کا بہت جلد امتحان لیا گیا اسی وقت ابن منکدرؒ کے پاس آدمی بھیجا اور ان کو بلا کر وہ ساری رقم ان کے حوالہ کر دی' جس میں سے ایک ہزار میں انہوں نے ایک باندی خریدی جس کے پیٹ سے تین لڑکے پیدا ہوئے' محمد ابوبکر' عمر' تینوں کے تینوں مدینہ منورہ کے عابد لوگوں میں شمار ہوتے تھے کیا ان تینوں کی عبادت میں حضرت عائشہؓ کا حصہ نہ ہوگا کہ وہی ان کے وجود کا سبب ہوئیں۔

(تہذیب التہذیب)

عورت کی خصوصیات

(۱) اس کے دل میں نیکی ہو۔

(۲) اس کے چہرے میں حیا ہو۔

(۳) اس کی زبان شیریں (میٹھی) ہو۔

(۴) اس کے ہاتھ کام میں لگے رہیں۔

(مخزن اخلاق)

www.naqshbandiaowaisiah.com

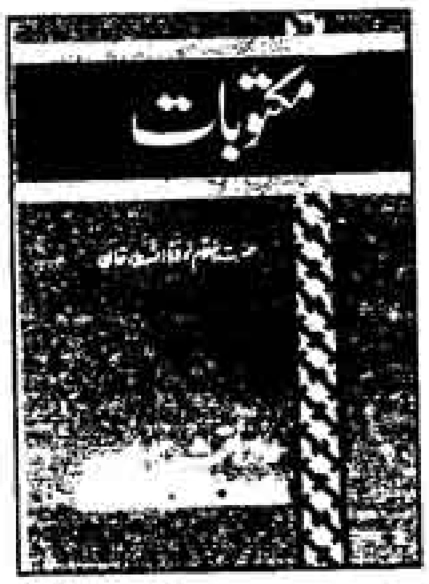

سلسلہ وار

مکتوبات از

حضرت العلام **مولانا اللہ یار خان** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

"کہنے کو مکتوبات ہیں مگر دراصل عرفان و آگہی کا ایسا سمندر جس سے اللہ کی رحمت سے معرفت و حقیقت کے موتی نصیب ہوتے ہیں"۔

قسط نمبر 3

از چکڑالہ

مولوی محمد فضل حسین کے نام

22-11-1963

ناچیز اللہ یار خان

السلام علیکم! گرامی نامہ مل کر کاشف حال ہوا۔ جواباً عرض ہے کہ بڑی خوشی سے حضرت فضل علی شاہ قریشی رحمتہ اللہ علیہ صاحب کے مزار پر تشریف لے جائیں۔ تمام جماعت کے ہمراہ شمولیت فرمائیں اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سے ملاقات فرمائیں۔ وہاں تو جناب کا اجتماع 15-16 دسمبر کو ہو رہا ہے۔ میں نے جو عرض کی ہے کہ ملازمین طبقہ کو چھٹیاں دسمبر میں ہو رہی ہیں اور وہ اصرار کر رہے ہیں کہ دس دن دیئے جائیں۔ وہ چھٹیاں بیس دسمبر کے بعد ہوں گی۔ آپ اس میں بھی شامل ہو سکتے ہیں' اور جناب کو ہر وقت اجازت ہے' وہاں سے چکڑالہ آنا زیادہ موزوں ہوگا۔

باقی آپ کا فرمانا کہ بعض جماعتی مخالف ہیں کہ سلسلہ اویسیہ میں فقیر فضل حسین فیض کیونکر لیتا ہے' یہ تو حضرت ان کی غلطی ہے' آپ عرض کریں کہ اللہ یار تو پیر نہیں وہ تو بفرمان مشائخ صرف معلم سلوک و تصوف ہے' کامیابی بدست قدرت ہے' تعلیم سلوک کی ضروری دوں گا جو آ جائے اور یہ بھی محض اظہار نعمت خداوندی بحکم خدا کما قال اللہ تعالی فاما بنعمتہ ربک فحدث کر رہا ہوں۔ ورنہ ضرورت ہوتی اگر میں جانتا کہ کوئی آدمی صاحب حال اس بدکار سے پاکستان یا ہندوستان میں زیادہ کامل و اکمل ہے تو یقیناً میں اس طرف ہر آدمی کی راہبری کرتا۔ اگر بندہ کے پاس حضرت مولانا عبدالغفور صاحب تشریف لائیں تو بھی ان کو میں بحیثیت خادم کے آگے چلانے کو تیار ہوں۔

عزیزم! آپ کو پاکستان و ہندوستان میں کامل و اکمل انسان سوائے اس بدکار کے نہ ملے گا۔ جو آدمی آنہ دو آنہ علم تصوف لے کر پھر رہے ہیں وہ بھی یقیناً حضرت مولانا فضل علی شاہ قریشیؒ صاحب کی برکت سے برکات یافتہ ہیں' ورنہ یہ چیز تو دنیا سے نابود ہو چکی ہے اس کی تلاش بھی دلوں سے نکل چکی ہے' انکار دن بدن زیادہ ہو رہا ہے' دکان دار پیروں نے قبر فروشی و ہڈیاں فروشی شروع کر رکھی ہے' مذہب کے ڈاکو ہیں' لوگوں کی عزت و مال کے ڈاکو ہیں' ایمان کے لٹیرے ہیں۔ اس واسطے دنیا متنفر ہو گئی ہے' جو ہے وہ آنہ دو آنہ ہے' خود ناقص ہے غیروں کو کیا دے گا۔ بڑا غضب یہ ہے کہ جب خود مراقبات ثلاثہ سے یا سیر کعبہ یا فنافی الرسولؐ سے آگے کچھ نہیں جانتا تو لوگوں کو خواہ مخواہ کیونکر خراب کرتا پھرے۔ مگر کوئی اپنے نااہل ہونے کا بھی اظہار نہ کرے گا۔ محض اس واسطے کہ مرید متنفر نہ ہو جائیں۔ کیا یہی سلوک ہے۔ یہی للّٰہیت ہے کیا اسی کو ولایت کہا جاتا ہے' یہ پیر کل کو خدا کے پاس کیا جواب دیں گے۔

جب حضرت فضل علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جاؤ تو کوئی آدمی جس کو صحیح تڑپ سلوک کی ہو اور استعداد بھی حصول کی رکھتا ہو۔ تو اس کو میرا پتہ دینا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہاں مولانا عبدالغفور صاحب سے بات کرنا کہ کیا یہ ناجائز ہے کہ جب اپنے سلسلہ میں سلوک حاصل نہیں ہوسکتا۔ تو دوسری طرف جائیں۔ باقی خود تشریف لاؤ تو کوٹ لانا۔ جب جناب کو فرصت ہو اس وقت آپ کو کھلی اجازت ہے آجانا۔ مگر اول مطلع ضروری کیا کرنا۔ اگر ملازمین کے اجتماع میں داخل ہونا چاہیں تو بھی وہ بیس دسمبر کے بعد ہوگا آپ حضرت قریشی رحمتہ اللہ صاحب کے مزار سے واپس ہو کر بھی شامل ہو سکتے ہیں' پتہ کرلیں کہ اجتماع کس مکان میں ہوگا غالباً ''ڈھلی'' ایک تنہا جگہ میں ہوں گے۔

کیا ایک استاد مر جائے تو دوم کے پاس سبق پڑھنا حرام ہوتا ہے مولانا عبدالغفور صاحب سے پوچھ لینا۔ خدا کا بندہ وہ ہے' جس کے دل میں یہ کدورت نہ ہو غرور' انانیت' تکبر' فخر سلسلہ ہوا تو پھر کیا فائدہ؟ والسلام

از چکڑالہ

مولوی محمد فضل حسین کے نام

10-04-1964

الدعا علی الخیر ناچیز اللہ یار خان

السلام علیکم! کل مورخہ 64-9-9 کو حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے مزار سے واپس گھر آیا ہوں آج جناب کا گرامی نامہ موصول ہو کر کاشف حالات ہوا۔ یاد آوری کا بہت بہت شکریہ۔

عزیزم! رب کے بندوں کو ہمیشہ تکالیف پیش آتی ہیں اللہ والوں کو ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی تکالیف درپیش ہوتی ہیں' یا بیماری یا بھوک یا کوئی اور مصیبت۔ آپ تنگ دستی کے لئے ہمیشہ پانچ صد بار **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیمo** باوضو پڑھا کریں۔ مگر اول اس کے یک صد بار سورۃ قریش پڑھا کریں پھر لاحول ولا قوۃ بلا ناغہ مگر کسی کو بتانا ہرگز نہیں دل میں رکھنا۔ حسب ذیل درود شریف جو غالباً آگے بتایا بھی ہے نقشبند خاندان کا مجرب ہے' دس تسبیح پڑھ لیا کریں۔

باقی میں نے جو درخواست پیش کی تھی حضرت مدنی مدظلہ کی خدمت میں پیش کرنا۔ وہ مبنی بر خلوص تھی کہ یہ چیز یعنی علم باطنی سلوک دنیا سے اپنا مقام کھو بیٹھا ہے' اس علم کا بازار بے رونق ہو چکا ہے۔ اس کے متلاشی و طالب نابود ہو چکے ہیں۔ اس کی دکانیں بند ہو چکی ہیں اس بنا پر عرض کی تھی۔ کہ اگر ان کو تلاش ہو یا طلب تو ناامیدی نہ پیدا کریں مگر ہے محال۔

مولانا میں نے پاکستان کے گوشہ گوشہ کو دیکھا اس کا صحیح طالب نہ پایا۔ جو پایا وہ طالب عزت و طالب جاہ و طالب مال پایا۔ میں نے خوب سمجھ لیا ہے کہ طالب رضائے مولا نابود ہے' جو تصوف کا دم بھرتا ہے' وہ محض اس کو ذریعہ معاش جان کر۔ اور وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ میرا راز ظاہر ہو۔ چونکہ راز ظاہر ہوا تو مرید ختم۔ مرید ختم تو معاش ختم' عزت ختم اللہ اکبر جب دل میں یہ ہے' تو معرفت الٰہی کہاں؟

مولانا میں نے خوب سمجھ لیا ہے' پیروں کے لئے پیری بڑا حجاب ہے اور مولوی کے لئے مولویت ہی حجاب ہے۔ مولانا اہل اللہ عارفین کاملین دنیا سے نابود ہیں۔ جو مل جائے غنیمت جان' جلدی ہونی چاہئے زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ مولانا سابقہ بار حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں

10-12 آدمی فنافی الرسول کے لئے پیش کئے گئے تھے۔ 5-4-64 کو (22) بائیس پیش کئے تھے۔ اس بار سخت حکم دیا مشائخ نے جلدی کو خیر باد کریں۔ محنت کرایا کریں۔ کافی وقت بعد مراقبات کرائیں۔

آپ کا مدت سے خط نہ آنا ناامید کرتا تھا۔ ایک دن حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا تھا آپ کے متعلق تو فرمایا کہ دل تو ان کا آپ کے ساتھ ہے' فیض عالم صاحب کا خط آتا رہتا ہے اب تو تبادلہ کی درخواست دے دی۔ وہ منظور بھی ہو چکی ہے' میں نے ان کے تبادلہ کا کہا تھا کہ بندہ سے میل جول میں آپ کو مشکل ہے' راولپنڈی آ جائیں تو ملاقات رہے گی۔ اس وجہ سے درخواست دے دی تھی اور منظور ہو گئی۔

آپ کو تمام ساتھی بہت یاد کرتے ہیں اس دورہ میں خدا بخش محمد اکرم نے پوچھا تھا۔ اور پروفیسر حافظ عبدالرزاق بھی یاد کرتا ہے۔

باقی سب خیریت ہے۔ وقتاً فوقتاً خطوط سے یاد کر لیا کریں۔

نوٹ۔ مولانا میں تو خادم ہوں جناب کا بلکہ تمام رفقاء کا ہاں ترقی ناچیز کے ہاتھ میں نہیں یہ خدا تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔ کوشش میری ہے۔ میری طرف سے محنت میں فرق نہیں ہوتا' نہ ہی بخل ہے آپ دیندار' دیانت دار' صادق و سچے آدمی تھے۔ سلوک سے بے حد محبت رکھنے والے دل میں ایک اشتیاق رکھنے والے تھے۔

بندہ کو خدا تعالیٰ نے وہ طاقت بخشی ہے۔ جس کی نظیر سابقہ اولیاء میں بھی کم ملتی ہے۔ جو آیا غوطہ لگایا پار ہوا۔ بہر حال معمول کیا کر نارات کو فارغ ہوتے ہو۔ فرائض کی پابندی' رزق حلال قلیل بھی کثیر ہے' صدق مقال' توکل علی اللہ' خدا کو یاد رکھا کریں۔ اس میں فائدہ ہے۔ محمد اکرم جناب کو بہت یاد کرتے ہیں۔ اس کا تبادلہ ڈالوال ہو گیا ہے۔ اب پھر سابقہ مقام نور پور میں ہو جائے گا۔

پروفیسر حافظ عبدالرزاق کو' مولانا سلیمان چکوالوی کو' محمد اکرم کو' مولانا اکرام الحق کو توجہ کی اجازت ہو چکی ہے۔ والسلام

مولوی محمد فضل حسین کے نام

از چکڑالہ

29-06-1964

الداعی الی الخیر ناچیز اللہ یار خان

بخدمت شریف عزیزم

السلام علیکم! گرامی نامہ مل کر کاشف حالات ہوا۔ عزیزم صوفی محمد امین صاحب کا خط آیا تو سرہند شریف جانے کی اجازت طلب کی تھی۔ میں نے اجازت تو جانے کی دے دی تھی مگر ساتھ ساتھ عرض کی تھی کہ اگر آپ اس نیت سے جائیں کہ وہ امام ربانی محبوب سبحانی ہیں تو بڑی خوشی سے جائیں۔ ان سے موانست' مخاطبت' مجالست' گل بات کریں اس سے زیادہ کچھ نہ ہوگا۔ نہ کوئی فیض' نہ ہی اعلیٰ حضرت کچھ عنایت فرمائیں گے۔

عزیزم محمد امین صاحب کو علم ہے کہ سرزمین ہند و پاک میں کوئی محبوب رب العلمین نہ ہوگا جو اس ناچیز کے حالات سے واقف نہ ہو۔ وہ کب تیار ہوگا سمندر سے نکال کر کنوئیں میں ڈالے۔ ہاں جاؤ نہ جاؤ یہ آپ کو اختیار ہے' سوائے مجالست کے اور کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ آج راولپنڈی سے ایک صوفی آیا

www.naqshbandiaowaisiah.com

جسکے مقام سلوک کسی عارف بخیل نے سلب کر لئے تھے۔ مدت ہوئی تلاش کرتا رہا کہ کوئی مل جائے کہ رفتہ رفتہ چیز بازمل جائے۔ میں نے کہا میرا فیض کوئی طاقت انشاء اللہ دنیا میں نہیں کہ سلب کر لے۔ انشاء اللہ جس کو میں نے فیض دیا۔ اس سے پھر کوئی سلب نہ کرے گا کس کی ہستی کہ وہ سلب کرے۔ میں بفضل تعالیٰ وہ خزانہ دیتا ہوں جس پر کوئی ڈاکوڈاکہ نہ مار سکے گا۔ البتہ خدا ابلیس کے فریب سے بچائے۔ میں نے محمد امین کو خط کا جواب دے دیا ہے۔ اب تو غالباً مل چکا ہوگا۔ اس خط میں میں نے لکھا تھا کہ کتابوں کی فہرست مکتبہ علمیہ والوں کو دے دیں اور وقتاً فوقتاً یہ کتابیں طلب کریں اور منگوادیں۔ دلائل النبوۃ ابونعیم تو لاہور تھی وہ بندہ کے نام پر وی پی کرادیں۔ مگر محمد امین بھول گیا ہے۔ اب پھر یاد دلاتا ہوں۔ ان کو کہنا غازی احمد صاحب کا خط آیا ہے کہ وہ چھٹیوں میں چکڑالہ حاضر ہوگا۔ شدت گرمی کی وجہ سے رفقا کو روک دیا ہے مگر پھر بھی 64--7-4 سے 64-7-8 تک موضع جھاٹلہ جا رہا ہوں۔ وہاں سے ایک سجادہ نشین و چند دیگر حاجی اور ایک مولوی صاحب نے پرزور اپیل کی ہے حلقہ ذکر میں شمولیت کے لئے' اس واسطے جاؤں گا۔ باقی مولانا عبدالرشید صاحب کو یا دیگر جن کو پیری' فقیری اور مولویت کا دم لگ چکا ہے' ان کو حصول فیض یا ترقی کی چنداں ضرورت نہیں ہے' ان کی بڑی منزل عزت دنیوی اور مال کمانا' مخلوق میں اپنی عزت وقار بنانا ہے' میں حیران ہوں کل خدا کے پاس جا کر کیا جواب دیں گے۔ مخلوق کو دھوکہ میں رکھنا خدا کی پناہ۔ پھر ان لوگوں پر زیادہ افسوس آتا ہے جو کہتے ہیں ہم تو فلاں بزرگ کے مرید ہیں' کیا ایک آدمی رات کو چراغ کی روشنی میں مطالعہ کرتا ہے۔ سورج کے طلوع کے بعد بھی چراغ کی حاجت ہے؟ خدا کی پناہ دریا کے سامنے چشمہ کی کیا حیثیت مگر ہم کو خدا بچائے حسد سے' فخر سے' تکبر سے' یہ تو محض ہمدردی کی وجہ سے تحریر کر دیا ورنہ ہمیں کیا۔

عارفین میں تین آدمی اکمل الکاملین' اول آئے حضرت غوث الثقلین' پھر منازل کے لحاظ سے یہ بدکار گنہگار' پھر امام مہدی' جن کا تمام فیض وہبی ہوگا ہمارا کسبی' ہم کو خدا امام مہدی کی جوتیاں اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے پھر تمام اولیاء اللہ کی جوتیاں اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

نوٹ:۔ مکتبہ علمیہ والوں سے دلائل نبوۃ ابونعیم لے کر روانہ کرنا۔ فہرست کتب ان کو دینا جواب جلدی دیا کرنا۔

اکرم کا خط آیا تھا لکھا تھا کہ امین صاحب کے خط کی بڑی انتظار کی کوئی خط نہیں آیا۔ میں نے جواب تحریر کر دیا ہے۔

والسلام

اللہ یار خان

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

سلسلہ وار...............

فرض کی بجا آوری اور مشن کی تکمیل میں جہاں نوردی کے دوران امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ' کی نگاہِ بصیرت نے کیا دیکھا؟ اچھوتے قلم نے کیسے بیان کیا؟......

پیشِ خدمت ہے' سفرنامہ

قسط نمبر 3

"غبارِ راہ"

لندن سے ایک خط

لندن

۸۸-۶-۶

عزیزم صدیق صاحب!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ! آپ کا فون دوبئی میں ملا تھا' جواب لندن سے دے رہا ہوں کہ اس وقت میں روانگی کے لئے تیار کھڑا تھا اور کچھ لکھنے کا وقت نہ تھا۔ آپ نے بعنوان "ذکرالٰہی" چند سطور لکھنے کو کہا ہے جو تعارف کا کام دے سکیں۔ آپ کے فون کے جواب میں حاضر ہیں۔ اگر "جنگ" کو دے دیں۔ تو مجھے خوشی ہوگی۔ اس میں ہر ہفتہ امارات کا صفحہ مختص ہوتا ہے۔

جہاں تک ذکرالٰہی کی فضیلت واہمیت اور اس کی ضرورت کا تعلق ہے' اس کے لئے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ ارشاد جو ان کی معروف تفسیر "تفسیر مظہری" میں ہے' کافی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ذکرالٰہی ہر مسلمان مرد وعورت پر واجب ہے۔ اُن کے اس ارشاد کی بنیاد قرآن حکیم کے وہ متعدد ارشادات ہیں جو ذکرالٰہی کے متعلق عبارات قرآنی میں ہیروں کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کثرت سے ہیں کہ دورِ اول میں تو کسی کا ذکرالٰہی سے بے رُخی برتنا قرین قیاس ہی نہ تھا اس کے باوجود قرآن حکیم' حدیث شریف اور اقوال صحابہ کے بعد سلف صالحین کے ارشادات ذکر کی فضیلت اور اس کی اہمیت وضرورت کی وضاحت فرماتے رہے۔ اس لئے نہیں کہ ذکرالٰہی دوسرے فرائض یا عبادات کا متبادل تھا بلکہ اس لئے کہ ذکرالٰہی سے دل میں وہ روشنی' وہ جذبہ پیدا ہوتا ہے جو عبادات میں خلوص اور گہرائی عطا کرتا ہے۔ جسے آپ اصطلاحِ شریعت میں خشوع وخضوع کا نام دیتے ہیں اور جس کے بغیر عبادت شرفِ قبولیت نہیں پاسکتی۔

یہی وجہ ہے کہ ذکرالٰہی کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو ایسے مقدس وجود تھے جن کی مقدس زبانوں کے ساتھ ان کے وجود بھی ذاکر تھے' بلکہ کھال سے لے کر دل کی گہرائیوں تک ذکرالٰہی کی چھاپ لگی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے بارے میں قرآن گواہ ہے "ثم تلین جلودھم و قلوبھم الی ذکر اللّٰہ." کہ نگاہ نبوت اور صحبت نبوی سے ان کی کھالوں یعنی جسم کے باہر کے ذرات سے لے کر دل کی گہرائیوں تک ہر ذرہ ذکر الٰہی کرتا تھا لیکن جہاں ادبار زمانہ سے اور بہت سی نعمتیں ہم سے چھن گئیں۔ وہاں یہ بھی ایک نعمت عظمیٰ تھی جسے من حیث القوم تو ہم نے کھو دیا' مگر قابل ستائش ہیں اللہ کے وہ بندے جنہیں نہ زمانے کی بے رُخی بدل کر سکی' نہ نادانوں کے فتوے' نہ دنیا کی آسائشوں کا لالچ ان کے راستے کی دیوار بنا اور نہ اقتدار و وقار' بلکہ سب کچھ قربان کر کے انہوں نے اپنی ذاتی حیثیت میں اللہ کی اس امانت کا بوجھ اٹھایا اور اسے بعد والوں تک پہنچا کر اس کا حق ادا کر گئے۔ اس طرح یہ نعمت باقی ہے اور جب تک اللہ چاہے گا باقی رہے گی کہ یہی اس کائنات کی روح ہے جب یہ فنا ہو گی تو پھر دنیا کی عمر بھی تمام ہو چکی ہو گی۔

جن لوگوں نے یہ دولت کھو دی یا اس کی اہمیت کو نہ جان سکے' اس کا انکار کرنا تو ان کے بس میں بھی نہ تھا کہ جب قرآن میں' حدیث میں اور سلف صالحین کے اقوال وارشادات میں اس کا حکم موجود ہے تو آج کوئی انکار کی جرات کیسے کرے' ہاں! انہوں نے اس کی تاویل کی جو ان کے خیال کے مطابق بڑی وزنی بات تھی اور عام آدمی کے لئے ہے بھی' لیکن اگر اسے کتاب اللہ پر پیش کیا جائے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں رہتی بلکہ بہت عنکبوت ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ جناب یہ نماز' روزہ' حج و زکوٰۃ کیا ذکر نہیں ہے؟ پھر اس کے علاوہ آدمی بہت سے نیک اعمال کرتا ہے' والدین کی خدمت' اولاد کی تربیت' حقوق العباد کی نگہداشت' تلاوت' تسبیحات وغیرہ' ذالک۔ حتے کہ تبلیغ جیسا اہم کام کرتا ہے یعنی دوسروں تک اللہ کی دعوت پہنچاتا ہے اور اس راہ میں سفر کی صعوبتوں کے ساتھ وقت' دولت اور محنت لگاتا ہے۔ پھر اس کے علاوہ ذکر الٰہی کیا ہو گا؟ نیز یہ دور بہت مصروفیت کا ہے' لوگوں کو ان متذکرہ امور کے لئے وقت نکالنا دشوار ہو رہا ہے' ذکر پر کیسے لگائیں؟ اور دنیا کے کام کب انجام دیں؟

اس سوال کے دو حصے ہیں پہلے کا جواب "ارشاد السالکین" جلد ۲ میں دیا جا چکا ہے مگر یہاں مختصراً پھر جائزہ پیش کر دیتا ہوں آپ سمجھ لیں' تو عرض ہے کہ یہ سب اعمال بھی ذکر الٰہی ہیں مگر ان کے علاوہ ذکر کرنے کا حکم موجود ہے۔ سب سے پہلے آپ نماز کو لیں' تو اسے ذکر کہا گیا ہے کہ جمعہ کے روز جب نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف تیزی سے آؤ! "فاسعوا الی ذکر اللّٰہ." یہاں نماز کو ذکر کہا ہے مگر ساتھ ارشاد ہوتا ہے' جب نماز ختم ہو تو زمین پر پھیل جاؤ اور اپنی روزی تلاش کرو۔ یعنی اپنے کام کاج میں لگ جاؤ" "واذکروا اللّٰہ کثیراً." مگر اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو۔ یعنی نماز بھی ذکر ہے مگر اس کے بعد کام کاج یا امور دنیا میں بھی ذکر مسلسل کا حکم موجود ہے۔

یہی حال جہاد کا ہے کہ ارشاد ہوتا ہے جہاد میں جم کر مقابلہ کرو۔ اب سر کٹ رہے ہیں' جسموں کے پرخچے اڑ رہے ہیں' خون کی ندیاں بہہ رہی ہے مجاہد اللہ کی راہ میں سربکف ہے۔ ارشاد ہوتا ہے "فاثبتوا و اذکروا اللّٰہ کثیراً." کہ جم کر مقابلہ کرو اور کثرت سے اللہ کا ذکر بھی کرتے رہو۔

ایسے ہی حج اور رمضان میں ذکر کی کثرت کے ارشادات موجود ہیں' حتیٰ کہ تبلیغ کے بارے میں دیکھ لیں کہ انسانیت میں اپنے زمانے کی سب سے بڑی ہوئی اور متکبر شخص کے پاس اس عہد کی مثالی ہستیاں تشریف لے جاتی ہیں' یعنی فرعون کے دربار میں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جہاں ان کے لئے اور بہت سی ہدایات فرمائی گئیں کہ جانا کیسے ہے؟ کہنا کیا ہے؟ بات کا انداز کیا ہو گا؟ وہاں یہ بھی فرما دیا کہ "ولا تنیا فی ذکری" ۔ میرے ذکر میں توجہ کی کمی نہ ہونے پائے۔

اب آپ خود اندازہ کر لیں کہ کس کو تبلیغ ہو رہی ہے' کون کر رہا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قلوب کبھی غفلت کا شکار نہیں ہوتے یعنی ذکر سے رکتے نہیں۔ اس لئے فرمایا کہ یہ بھی نہ ہو کہ توجہ ہی کم ہو جائے۔ تو آپ ہی کہیے کہ اعمال ذکر کیسے بن سکتے ہیں؟ اگرچہ خود ذکر ہیں مگر ان کے علاوہ ذکر الٰہی کا حکم موجود ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اچھا' ایک آخری بات! آپ کوئی بھی نیک عمل لے لیں اس کے نیکی ہونیکا ثبوت یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ سے ثابت ہو اور حضور اکرم ﷺ کی عبادات مثالی' مجاہدہ مثالی' قربانیاں اور ایثار مثالی' مقام و مرتبہ مثالی' تبلیغ مثالی' اس سب کے باوجود نبی کریم ﷺ کو ارشاد ہوتا ہے "واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا"۔ کہ اپنے اللہ کے نام کی تکرار فرمائیں اور اس حد تک اللہ' اللہ' اللہ' اللہ کہتے چلے جائیں کہ کائنات معدوم ہو جائے۔

تفصیل کا موقع نہیں' مگر اتنا عرض کردوں کہ سورۃ مزمل کی یہ آیات نزول قرآن کے ابتدائی زمانہ کی ہیں اور وصال تک آپ ﷺ کا عمل اس حکم پر پوری شدت سے تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر حال میں ذکر کیا کرتے تھے۔ اب فرمائیے کہ ایسا باعمل اور باکردار کون ہے جسے ذکر الٰہی کی ضرورت نہیں؟ ضرورت سب کو ہے' ہر مسلمان کو ہے' خواہ مرد ہے یا خاتون۔ ہاں! اکثریت احساس ضرورت کھو چکی ہے۔

اب سوال کا دوسرا حصہ' کہ لوگوں کے پاس فرصت نہیں۔ یہ اس لئے غلط ہے کہ یہ بات وہ لوگ کہتے ہیں جو خود اس لذت سے ناآشنا ہیں جن کو یہ دولت ملی ہے' انہیں علم ہے کہ قرآن پاک کی خبر کے مطابق ذکر الٰہی سے دل کو سکون نصیب ہوتا ہے' اور بے سکون دل سے جو کام دنوں میں نہیں ہو سکتا' ایک پُرسکون دل سے اسے گھنٹوں میں کر لیتا ہے' آپ اہل اللہ کی سوانح پر نگاہ ڈالیں تو اُن کے سفر' تصنیفات' بیانات' امور دنیا اور عبادات عقل کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں کہ اتنا بڑا کام وہ کیسے کر گزرے؟ صرف اس لئے کہ ان کے دل ذاکر تھے' وہ خود ذاکر تھے ان کے وجود' ان کی ارواح ذاکر تھیں۔ یہ کر کے دیکھنے کا کام ہے آخر اللہ کا نام تو لینا ہے' کوئی ایسی چیز نہیں' جس کے نقصان کا اندیشہ ہو' نفع ہی نفع ہے۔ رہا اس کا کرنا' اور طریقہ ذکر یا پھر اس کا ثبوت کیا ہے اور اس طرح کی باتیں اگر چاہیں تو مجھے گھر کے پتہ پر خط لکھ دیں۔ اپنے سوال صاف اور مختصر کر کے لکھیں۔ انشاء اللہ تب تک میں بھی واپس پہنچ چکا ہوں گا اور جو کچھ رب کریم کی طرف سے عطا ہوا' لکھ کر عرض کردوں گا۔

والسلام

فقیر محمد اکرم اعوان

بنت حوا اور دیار مغرب

۱۳ جون' لندن سے نیویارک آنا ہوا۔ TWA کا جہاز تھا اور غالباً انسانوں کا ایک شہر ہوا کے دوش پر ہوتا ہے کم و بیش سات صد انسان خواتین و حضرات اس میں سوار مسلسل سات گھنٹے فضا میں سفر کر کے یہاں پہنچتے ہیں۔

پہلا تجربہ تو جہاز میں بھی حیران کن تھا کہ متذکرہ تعداد میں ہم پانچ آدمی کلمہ گو تھے اور باقی سب خالق کائنات کے تصور تک سے محروم۔ حلال و حرام کی تمیز تک سے بے بہرہ شرم و حیا کی قیود سے ناآشنا۔ محض خواتین یا صرف حضرات اختلاف جنس کے علاوہ تمام عادات خصائل میں ایک ہی جیسے اور پھر اس جنسی اختلاف کے اختلاط یا یکجائی سے پیدا ہونے والے حیا سوز مناظر جس کی کمی' وہ فلمیں پوری کر رہی تھیں جو جہاز کے اندر پردہ سیمیں پر رقصاں تھیں۔

جہاز کے ہوا میں بلند ہونے سے لے کر واپس زمین پر اُترنے تک ہزاروں بوتلیں مختلف قسم کی شرابیں اُن کے حلق سے اُتر چکی تھیں۔ کھانے میں سرفہرست خنزیر تھا اور اس کے علاوہ جس قسم کا گوشت بھی تھا بغیر ذبحہ کے تھا' اگر اس میں چاول یا اُبلی ہوئی سبزی تھی تو ہر ٹرے میں حرام گوشت کے نیچے دبی ہوئی تھی لے دے کر گرم پانی اور چائے کی پُڑیا تھی جو ہم استعمال کر سکتے تھے یا پھر چند بسکٹ جو ہم نے ساتھ رکھ لئے تھے علاوہ ازیں کوک وغیرہ کے بند ڈبے اور بس۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

جہاز میں کھانا تقسیم ہوا تو اس قدر بدبو پھیلی کہ جی چاہتا تھا انسان چھلانگ لگا کر باہر نکل جائے۔ شاید یہ لوگ اس الم غلم کو کھانے کے عادی ہو چکے ہیں ورنہ سادہ لفظوں میں صرف غلاظت کھائی جا رہی تھی اور یہی کچھ پینے کو بھی تھا۔

اس اخلاقی اعتبار سے بے لگام روحانی اعتبار سے مُردار اور محض حیوانی انبوہ کو دیکھ کر بے اختیار رب کریم کے احسانات سے گردن جھکی جا رہی تھی۔ اور ایک موقع تھا کہ انسان اندازہ کر سکے' آقا نامدار ﷺ کی اُن محنتوں' اُن مشقتوں اور مجاہدوں کا' کہ روئے زمین پر اس سے بہت ہی بدتر حال تھا۔ جب آپ ﷺ نے اللہ کے بھروسے پر اللہ کی توحید کا علم بلند فرمایا۔ جہاز میں کم از کم کوئی جھگڑا تو نہ تھا' اور تعداد چند سو تھی مگر روئے زمین پر کس قدر فساد تھا اور تعداد اربوں میں تھی' ہمیں صرف چند گھنٹے گزارنے تھے جبکہ آپ ﷺ نے اسی معاشرے کی اصلاح فرمائی۔ عقائد میں' اعمال میں' اخلاق و کردار میں اور ایک پورا معاشرہ تشکیل فرما دیا جو اپنی نظیر آپ ہی تھا۔ یہ بھی آپ ﷺ ہی کی تقسیم کردہ اور عطا فرمودہ قوت ایمانی تھی' جو ہمیں جم غفیر میں حرام سے بچائے ہوئے تھے اور اللہ کی یاد سے ہمارے دل بھی روشن تھے۔

نیویارک پہنچے تو عجیب اتفاق ہے کہ کل بھی شہر جانا پڑا اور آج بھی' سڑکوں' دکانوں' بازاروں' میں ایک ہجوم ہے ایک بھیڑ ہے لوگوں کی' مردوں کی' عورتوں کی' جس میں دو باتیں سرفہرست ہیں ایک تو آپ اکثریت کو کھاتے پیتے ہوئے دیکھیں گے چل رہے ہیں' کھڑے ہیں بات کر رہے ہیں مگر کچھ کھا پی بھی ضرور رہے ہیں۔ موٹر چلا رہے ہیں مگر ساتھ ساتھ منہ بھی چل رہا ہے بلکہ موڑ کاٹنے کے لئے اگر دونوں ہاتھ سٹیرنگ پر ہیں تو برگر مُنہ میں دبا ہوا ہے۔ یا کم از کم سگریٹ تو ضرور ہوگا اور دوسرے جنسی خرمستیاں' اگر کھا نہیں رہے تو اکثریت جوڑا جوڑا ہوگی اور سر راہ' سر بازار چل بھی رہے ہیں اور خرمستیاں بھی جاری ہیں۔ لباس سے یہ لوگ ویسے ہی آزاد ہوتے ہیں۔ سردی میں کپڑا سردی سے بچنے کے لئے پہنتے ہیں اور گرمیوں میں پتلی سی نیکر اور بنیان مرد و زن کا لباس ہے۔ گورے کالے بچے بوڑھے سب ایک ہی حال میں مست ہیں۔ جیسے جنگلی جانوروں کا ایک بہت بڑا ریوڑ ہو جس میں مختلف عمروں اور مختلف قد و قامت کے نر ماداؤں کو کہیں سونگھ رہے ہیں' کوئی چاٹ رہا ہے یا پھر کبھی ہری بھری گھاس پر منہ مارنے لگ جائے اور بس یہ یہاں زندگی کی بہار ہے اور اس معاشرے کی ہلکی سی جھلک جس کو اپنانے کے لئے پاکستان میں خواتین نے اپنا نام ترقی پسند رکھ لیا ہے اور جہاں تک پہنچنے کے لئے کبھی جلوس نکالے جاتے ہیں کبھی حقوق نسواں کی آڑ لے کر آگے بڑھنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔

کاش! وہ یہ دیکھ سکیں کہ یہاں عورت نام کی کوئی ہستی تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی یہاں تو جنسی کھلونے ہیں۔ جو اپنی رغبت تک کھو چکے ہیں اور اب معاشرے میں بات ہم جنس پرستی سے بھی کہیں آگے بڑھ چکی ہے۔ عزت و حیا جیسی باتیں اُن کی لغت سے مٹ چکی ہیں اگر کسی کو آخرت پر ایمان نصیب نہ ہو تو بھی دنیا میں ایک وقار' ایک قدر کی تمنا تو رکھتا ہے مگر یہاں اقدار' لٹ چکی ہیں' پیار و محبت اپنے معانی سے محروم ہو چکے ہیں اور جو صورتحال روز قیامت سخت پریشان کن ہوگی کوئی کسی دوسرے کو نہیں پوچھے گا بلکہ اپنی ذاتی مصیبتوں میں گھرا ہوا ہوگا وہ اُن لوگوں پر پوری طرح سے اپنے اثرات ڈال رہی ہے کہ ہر گناہ سے آخرت میں ایک عذاب تو تیار ہوتا ہے اور یہی عذاب منعکس ہو کر گناہ گار کی زندگی کو تلخ کر دیتا ہے' جیسے ہر نیکی پر مرتب ہونے والے ثواب اُخروی کے اثرات نیک آدمی کے دل کو دنیا میں بھی سکون فراہم کرتے ہیں یہ معاشرہ آخرت کے انتہائی عذابوں کی انعکاسی کیفیت کا مظہر ہے۔ اور دکھ اس وقت دو چند ہو جاتا ہے جب انسان یہ سوچتا ہے کہ برہنہ پھرنے والے یہ جسم بنت حوا کے ہیں' ان کا ہمارے ساتھ انسانی رشتہ تو بہر حال ہے۔ آقائے نامدار ﷺ ان کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں اور ان تک بھی وہ مژدہ جانفزا پہنچایا جانا ضروری ہے۔ جسے ہم دین اسلام اور دین حق مانتے ہیں کیا لوگ آدم علیہ السلام کے بیٹے نہیں ہیں کیا یہ خواتین و حضرات ''الناس'' کے مخاطب نہیں ہیں تو پھر ہم ان کے لئے کیا کر پائے ہیں؟ یہاں مسلمان' ہندو' سکھ جو بھی باہر سے آیا' ان میں اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے جو اسی معاشرے کا حصہ بن چکے ہیں جو عمر کے آخری حصے میں یہاں

www.naqshbandiaowaisiah.com

لاکھوں ڈالر کما کر بیٹھے ہیں مگر اُن کے لڑکے اور لڑکیاں اسی ماحول میں گم ہو چکے ہیں اور یہ معاشرہ ان پر تقدیر ادا ہے کہ یہ یہاں سے کچھ لینے آئے تھے۔ جو اپنی نسل بھی دے کر جا رہے ہیں۔

اب بعض شہروں میں اگرچہ مسلم تنظیمیں بننا شروع ہوئی ہیں مگر وہ اصلاح احوال کے لئے کافی نہیں تبلیغی جماعت نے کام شروع کیا۔ جس سے مسلمانوں کو ایک گونہ ڈھارس ملی۔ مگر یہ بھی تو ان لوگوں کے لئے ہے جو ان کی بات سننے کے لئے ان کے پاس موجود ہیں۔ جو اس ہجوم میں کھو گئے ہیں ان کا فی الحال کوئی مداوا نہیں ہو پا رہا۔ پھر تبلیغی مشنوں کے ساتھ یہاں ایسے علماء بھی تشریف لے آتے ہیں جن کی زندگی کا مشن تبلیغ کی مخالفت کرنا ہے۔ انہوں نے کمال شفقت سے ایسے لوگوں کو جو اس ظالم و بدکار معاشرے سے بچ کر اسلام کے دامن میں پناہ لینے آئے تھے' خبردار کیا کہ یہ وہابی ہیں۔ کافر ہیں کوئی حرج نہیں۔ مگر وہابی مت بن جاؤ' اور اس سے بچنا ہے تو ہمیں ڈالر دو۔ گیارہویں شریف کے لئے عرس شریف کے لئے اور اس حد تک آگے چلے گئے کہ امسال پاکستان کے ایک مشہور عالم ممتاز قاری صاحب اور بے شمار شریفوں سے صف اول کے داعی نے یہاں نیویارک میں وقت سے پہلے رمضان ختم کرا دیا۔ عید پڑھائی' ڈالر لئے اور جہاز پر بیٹھ کر لندن چلے گئے کہ انہیں وہاں بھی عید پڑھانا تھی اور دین کی خدمت کے لئے پاؤنڈ جمع کرنے تھے اور واقعی وہاں بھی جا کر عید کی امامت فرمائی' تقریر شریف فرمائی نعت شریف پڑھی اور پاؤنڈ شریف حاصل فرمائے اور بھلا ایسے علما کو کیا فکر ہوگی کہ کون کس تباہی سے دوچار ہو رہا ہے بلکہ یہی وہ کردار ہیں جنہیں بدکردار کہنا زیادہ موزوں لگتا ہے اور جو دین اور اس کی عظمت بیچ کر فانی دنیا کے چند سکے جمع کرنے کے لئے ہر چیز داؤ پر لگائے ہوئے ہیں۔

کاش کوئی مشرق کی خاتون کو بنت حوا کی وہ حالت زار بتا سکے جو اس معاشرے میں اس کی قسمت بن چکی ہے اور کاش اُن جیسا بننے کی بجائے ساری محنت اُن جیسا بننے پر لگا دیں جو آپ ﷺ نے بنایا تھا' جن جیسا بننے کا حکم اللہ نے اپنی آخری کتاب میں دیا ہے تاکہ ہم ان کو بھی اپنے جیسا بنانے کے لئے کام کر سکیں۔

اے کاش! جو کچھ یہاں ہوتا ہے میں لکھ سکتا یا جو میں نے یہاں دیکھا بیان کر سکتا۔ اے کاش! ایسا ہو سکتا مگر یہ سب کچھ ممکن نہیں۔ کافی نہیں کہ اتنا کچھ لکھنے کے باوجود میں نے کچھ بھی تو نہیں لکھا۔

ابھی مشرق کے پاس بہت کچھ ہے۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم نہ صرف اس کی حفاظت کریں بلکہ اپنی زندگیوں کو عین سنت کے مطابق ڈھال سکیں اور اللہ کی دی ہوئی توفیق سے تباہی کے غار میں ڈوبے ہوئے اس جم غفیر سے کچھ تو بچا لیں۔

(جاری ہے)

............☆☆............

www.naqshbandiaowaisiah.com

قسط نمبر 3

سلسلہ وار ....

تصوف کی حقیقت، شیخ کی ضرورت واہمیت، مقامِ شیخ اور آداب شیخ پر آسیہ اسد اعوان صاحبہ کا منفرد تحقیقی مقالہ

"طریق السلوک فی آدابِ الشیوخ"

نوٹ۔ (آسیہ اسد اعوان صاحبہ اب قلم کی دنیا میں "اُمِ فاران" ہو چکیں)

وضاحت

اس مقالہ میں اولین ترجیح موضوع کی وضاحت اور سمجھنے کو دی گئی۔ عقلی اور نقلی دونوں اعتبار سے اور بغیر کسی جانبداری کے دلائل و براہین واقوال جمع کئے گئے ہیں۔ اور جہاں میں نے اپنے شیخ اور ان کے شیخ کے فرمودات نقل کئے ہیں وہاں بتدریج "شیخ المکرم" اور "اعلیٰ حضرت" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اعلیٰ حضرت سے میری مراد نسبت اویسیہ کے مجدد شیخ "حضرت اللہ یار خانؒ (متوفی 1984ء) کی ذات مراد ہے۔ اللہ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آپؒ نے نسبت اویسیہ کی خلافت اپنے شاگرد "حضرت مولانا محمد اکرم اعوان" کو منتقل فرمائی جو سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے موجودہ شیخ ہیں اور جن کیلئے "شیخ المکرم" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

تصوف کا آغاز وارتقاء

بہت سے حضرات جو اہل علم نہیں تصوف کو بدعت خیال کرتے ہیں۔ اس استدلال کی بنا پر کہ قرآن وسنت میں یہ نام نہیں ملتا۔ اسی بنا پر انہیں لفظ "صوفی" پر اعتراض ہے۔ لیکن اس سے انکار ممکن نہیں۔

1- اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں:-

"عہد رسالت اور صحابہ کرامؓ کے دور میں جس طرح دین کے دوسرے شعبوں یعنی تفسیر، اصول فقہ، کلام وغیرہ کے نام اور اصطلاحات وضع نہ ہوئی تھیں ہر چند کہ ان کے اصول وکلیات موجود تھے۔ پھر ان عنوانات کے تحت یہ شعبے بعد میں مدون ہوئے اسی طرح دین کا یہ اہم شعبہ بھی موجود تھا۔ کیونکہ تزکیہ باطن خود پیغمبر علیہ السلام ﷺ کے فرائض میں شامل تھا۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی بھی اسی کا نمونہ تھی۔ لیکن اس کی تدوین بھی دوسرے شعبوں کی طرح بعد میں ہوئی۔"

(دلائل السلوک)

2- صحابہ کو صوفی کیوں نہ کہا گیا؟

حضرت ابونصر سراج فرماتے ہیں:-

"صحابہ رسول ﷺ کے لئے کوئی دوسرا تعظیمی لفظ مستعمل ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ ان کے جتنے بھی فضائل تھے سب سے اشرف واعظم ان میں فضیلت صحابیت تھی۔ کیونکہ صحبت رسول ﷺ تمام بزرگوں اور فضیلتوں سے بڑھ کر ہے۔ ان کا زہد، فقر، توکل، عبادات، صبر ورضا غرض جو کچھ بھی ان کے فضائل تھے ان سب پر ان کا شرف صحابیت غالب تھا پس جب کسی کو صحابی کا لقب عطا ہو گیا تو اس کے فضائل کی انتہا ہو گئی۔ اور کوئی محل ہی باقی نہ رہا کہ اسے صوفی، محدث یا فقیہ یا کسی دوسرے تعظیمی لفظ سے یاد کیا جاتا۔"

(کتاب اللمع)

www.naqshbandiaowaisiah.com

3-مصنف مزید فرماتے ہیں:-

''یہ لفظ حسن بصریؒ کے زمانے میں رائج تھا۔جن کا زمانہ صحابیوں سے معاصرت کا ہے کہ وہ تابعی تھے۔ چنانچہ ان سے اور سفیان ثوری کے اقوال میں لفظ ''صوفی'' استعمال ہوا ہے۔''

(کتاب اللمع)

4-اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں :-

''صحابیت کے شرف ولقب کی موجودگی میں کسی علیحدہ اصطلاح کی ضرورت نہ تھی۔'' (دلائل السلوک)

شعبہ تصوف کے آغاز وارتقاء کو سمجھنے کے لئے درج ذیل دونوں ادوار کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

1-دور بعثت یا دور رسالت اور تصوف

2-دور بعد از بعثت یا رسالت اور تصوف

دور بعثت اور تصوف

1-اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں :-

''قرآن کریم میں اسے تقویٰ' تزکیہ اور خشیۃ اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور حدیث شریف میں اسے احسان سے موسوم کیا گیا ہے اور اسے دین کا ماحصل قرار دیا گیا ہے اس کی تفصیل حدیث جبریل میں موجود ہے۔مختصر یہ کہ تصوف' احسان' سلوک اور اخلاص ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں۔''

(دلائل السلوک)

2-حدیث جبریل

''جبریل نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے احسان کے متعلق بتایئے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔''اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے'' پھر حضور ﷺ حضرت عمرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کیا تم جانتے ہو سائل کون تھا؟ عرض کیا۔اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔فرمایا یہ جرائیل تھے۔تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔''

اعلیٰ حضرتؒ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں:-

''حدیث جبرئیل کی تاریخی حیثیت اس حدیث کی اہمیت میں اور بھی اضافہ کرتی ہے۔حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرئیل کا انسانی روپ میں حاضر ہو کر یہ کلام کرنا اس زمانے کا واقعہ ہے جب حضور ﷺ حجتہ الوداع سے واپس آ چکے تھے۔اس وقت دین کی تکمیل ہو چکی تھی۔گویا حدیث جبریل کا مقصد مجلس واحد میں احکام دین کو پختہ اور مضبوط کرنے کے لئے دین کا خلاصہ حضور ﷺ کے سامنے پیش کرنا تھا کہ دین تین امور سے مرکب ہے۔ایمان اسلام اور احسان جیسے مغرب کی تین رکعتیں ہیں کوئی دو پڑھ لے۔ تیسری چھوڑ دے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔اسی طرح تصوف چھوڑ دیا تو دین گویا دین کی تکمیل نہ ہوئی۔''

www.naqshbandiaowaisiah.com

(دلائل السلوک)

3-اصحاب صفہ

(i) اکثر مورخین کا خیال ہے کہ تصوف کی ابتدا اصحاب صفہ سے ہوئی۔ یہ الگ بات ہے کہ انہیں صوفی نہ کہا جاتا تھا اور نہ ہی تصوف کا نام ابھی تک وجود میں آیا تھا۔''

(اسلامی اخلاق وتصوف)

(ii) ''اخبار مکہ'' اور ''البرہان المویذ'' کے مطابق صحابہ صفہ بنوصوفہ میں سے جو لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ انہیں مسجد نبوی کے چبوترے ''صفہ'' پر رسول اللہ ﷺ سے براہ راست فیض وتربیت پانے کا موقع ملا۔'' ابن متندر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ

''اصحاب صفہ کی تعداد تقریباً چار سو تھی جو فقرا اور مہاجرین میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ان کے پاس رہنے کو جگہ نہ تھی نہ ان کا وہاں کوئی قبیلہ تھا وہ مسجد کے چبوترہ پر زندگی بسر کرتے تھے اور ہمہ وقت تعلیم حاصل کرتے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اور حضور ﷺ جب لشکر روانہ کرتے تو اس کے ساتھ جہاد پر نکلتے۔''

(iii) حضور ﷺ اصحاب صفہ کی دلداری فرماتے تھے۔ بعض صحابہ کئی کئی آدمیوں کو اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلاتے تھے۔ یہ لوگ محتاج اور مفلوک الحال تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔

''ایک روز حضور ﷺ اہل صفہ کے پاس کھڑے ہوئے اور ان کی محتاجی، کوشش اور خوش دلی دیکھی پھر فرمایا اے اصحاب صفہ! تمہیں بشارت ہو جو تم میں سے اس صفت پہ قائم رہا، جس صفت پہ آج کے دن تم قائم ہو وہ شخص قیامت کے روز میرا رفیق اور ساتھی ہوگا۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:-

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں وہ لوگ پیدا فرمائے کہ میں اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رو کے رکھوں۔''

(iv) اکثر مفسرین نے بعض آیات قرآنی کے متعلق لکھا ہے کہ یہ اصحابہ صفہ کے بارے میں نازل ہوئیں مثلاً

للفقرا الذین احصرو افی سبیل اللّٰہ لا یستطیعون ضربا فی الارض بحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیمھم لا یسئلون الناس الحافا (التوبہ)

ترجمہ: ''خیرات ان فقرا کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں وہ زمین پر چل پھر نہیں سکتے (کسب معاش کے لئے) ناواقف ان کو سوال نہ کرنے کے باعث تونگر اور دولت مند سمجھتے ہیں تم ان کو ان کے چہروں سے پہچان لیتے ہو۔ وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔''

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

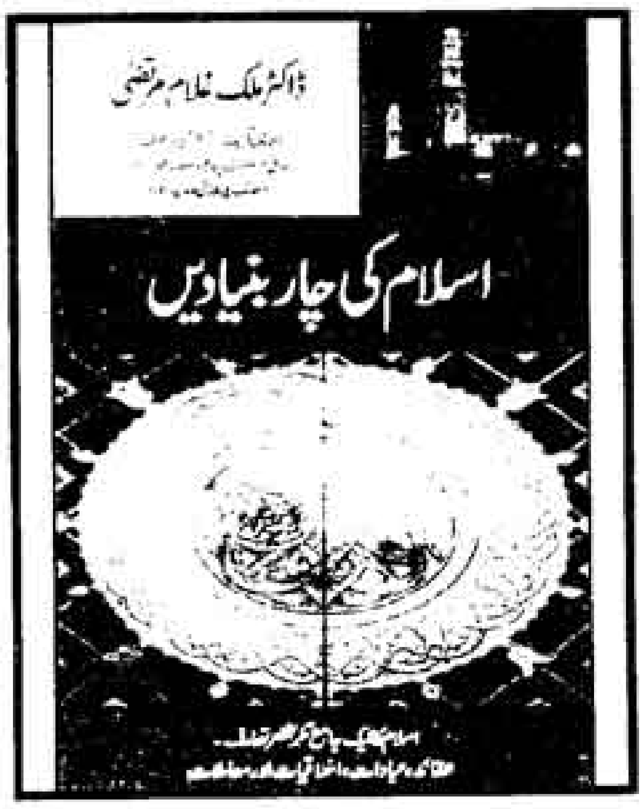

سلسلہ وار ....

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم تصنیف

"اسلام کی چار بنیادیں"

سے اقتباس......

قسط نمبر 4

دین ایک تحریک ہے

یہی کیفیت ہوتی ہے جب گھر میں ہمیں کہہ دیا جاتا ہے کہ تم مسلمان ہو اب مسلمان کیا ہوتا ہے؟ اس کی کسی کو خبر نہیں۔ مسلمان ہونا ایک رویہ ایک زندگی ہے۔ مسلمان ہونا ایک تحریک ایک جذبہ ایک لہر ایک موج ہے۔ یہ کسی کو پتہ نہیں۔ علامہ کہتے ہیں کہ

ساحل افتادہ گفت گرچہ بسے زیستم
ہیچ نامعلوم شد آہ کہ من کیستم؟
موج ز خود رفتہ تیز خرامیدو گفت
ہستم اگر می روم گر نہ روم نیستم

کہتے ہیں ہزاروں سال سے کھڑا ہوا ساحل پوچھ رہا تھا کہ میں کیا ہوں مجھے اپنی ہستی کا کوئی شعور نہیں ہے۔ قریب سے ایک موج گزری اس نے ساحل کو زوردار تھپڑ رسید کیا اور تھپڑ مارتی ہوئی اسے یوں کہتی گزر گئی کہ "ہستم اگر می روم گر نہ روم نیستم" میں تجھے بتاتی ہوں وجود کس چیز کا نام ہے میں موج لہر ہوں اور میرا وجود اس بات کا نام ہے۔ کہ میں تجھے ایسے ہی تھپڑ مارتی رہوں۔ "ہستم اگر می روم" اگر اسی تندی سے میں چلتی رہوں تو بحیثیت موج کے میرا وجود باقی ہے اگر مجھ میں یہ تندی تیزی تڑپنا پھڑکنا ختم ہو جائے تو میں کھڑا پانی بن جاؤں میں بحیثیت موج لہر کے ختم ہو جاؤں گی۔

علامہ اقبال مسلمان کو جوئے کوہستانی کہتے ہیں۔ پہاڑی ندی جو بڑا شور برپا کرتی ہے۔ اس کا پانی جس طرح قوت کے ساتھ آتا ہے۔ فرمایا

وہ جوئے کہستاں اچکتی ہوئی
اٹکتی، لچکتی، سرکتی ہوئی
اچھلتی، پھسلتی، سنبھلتی ہوئی
بڑے پیچ کھا کر نکلتی ہوئی

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے جب تو سِل چیر دیتی ہے یہ!

پہاڑوں کے دل چیر دیتی ہے یہ!

مسلمان بننا ایک شعوری عمل ہے اور یہی حیات ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ جنہیں یہ ایمان مل گیا انہیں زندگی مل گئیں۔ جنہیں یہ ایمان نہیں ملا' وہ مردہ ہیں۔ اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون o ''مردہ ہیں زندہ نہیں' انہیں یہ شعور نہیں ہے کہ انہیں زندگی کہاں سے ملے گی''۔ (النحل: 21) فرمایا یا یھا الذین امنوا استجیبوا للّٰہ ولرسول اذا دعا کم لما یحییکم. ''اے اہل ایمان! اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حضور لبیک کہو جب وہ تمہیں ایسی دعوت دیں جو تمہیں زندگی عطا کرنے والی ہے''۔ (الانفال: 24)

حقیقی ایمان کیونکہ وہ جوئے کوہستانی بن جاتا ہے' وہ ایک لہر (موج) اور ایک تحریک بن جاتا ہے' اس لئے اکیلے ایک شخص کو یہ ہدف دیا گیا کہ پوری دنیا کی مکمل اصلاح کرو! یہ رومن امپائر ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ رومن امپائر میں نوے فیصد لوگ اس وقت غلام تھے اور صرف دس فیصد آزاد۔ یہ ہے ایرانین امپائر' قبائلی نظام' غلامی کا نظام' دہشت گردی اور لوٹ مار کا نظام' اغارات کا نظام کہ چلتے ہوئے قافلے کو لوٹ لیجئے۔ جو آپ لوٹ لیں وہ آپ کی ملکیت ہو گیا۔ جس مرد کو آپ نے اس اغارت اور حملے کے دوران فتح کر لیا' اسے پکڑ کر ہتھکڑی پہنا دی' وہ ہمیشہ کیلئے آپ کا غلام بن گیا۔ یہ تھا بین الاقوامی قانون (International Law) کہ جس عورت کو پکڑ کر آپ نے لونڈی بنالیا وہ ہمیشہ کے لئے لونڈی بن گئی۔ جس بچے کو پکڑ کر آپ نے غلام بنالیا' وہ بڑھاپے تک آپ کا غلام رہے گا۔ اس لئے کہ آپ نے اسے اسلحے یا قوت کے زور پر اسے پکڑ کر غلام بنالیا۔ یہ تھا انتہائی بڑے بڑے طاغوت اور ان کے ظلم کا نظام! ان کے خلاف اکیلے ایک شخص محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ ذمہ داری سونپ دی گئی کہ ان سب کو ٹھیک کرنا ہے اور انہوں نے کر دیا۔ اس لئے کہ وہ کھڑا پانی نہیں' وہ تو لہر (موج) تھے' وہ تو تحریک اور ایک طوفان تھے۔

علامہ کہتے ہیں۔

خود بدانی قدرِ تن از جاں بود

قدرِ جاں از پرتو جاناں بود

اتنی سی بات تو تم خود جانتے ہو کہ جسم کی قدر، قیمت جان سے ہے۔ جب تک جان جسم میں موجود ہے' روح موجود ہے' جسم قیمتی ہے۔ جب روح نکل جاتی ہے وہ فوراً (Decay) ہو جاتا ہے' بدبو پڑ جاتی ہے' اسے فوراً دفن کر دیتے ہیں۔ ''قدر جاں از پرتو جاناں بود'' اور جان کی قیمت اس وقت ہوتی ہے جب اس پر اصل محبوب حقیقی کا پرتو پڑتا ہو۔ جب اس کا تعلق (Commitment) اس سے جڑ جائے' صحیح ایمان نصیب ہو جائے' اس سے جان میں جان آ جاتی ہے۔

وراثتی اور شعوری ایمان میں فرق

ایمان کی نشانی یہ ہے کہ ایمان وراثت میں ملنے والی چیز کا نام نہیں۔ وراثت میں مکان' دوکان' پلاٹ مل جائے گا' زمین' پیسے مل جائیں گے' مگر وراثت

میں ایمان نہیں ملے گا۔ ایمان خود کمانا پڑتا ہے۔ امام غزالیؒ "احیائے علوم الدین" میں توبہ کے باب میں سب سے پہلے اس ایمان سے توبہ کراتے ہیں جو ورثے میں پایا گیا ہو۔ فرماتے ہیں جو تمہارے ماں باپ کا ایمان ہے' وہ تمہارا نہیں ہے۔ تمہارا ایمان وہ ہوگا جس میں تم خود غور وفکر کرو گے' جس پر تم خود بیٹھ کر سوچ و بچار کرو۔ ہم لوگ اتفاقیہ مسلمان (Muslims by Chance) ہیں۔ یہ اتفاق ہی تو ہے کہ ہم ایک مسلمان کے گھر میں پیدا ہوئے۔ لیکن اصل مومن وہ ہوتا ہے جو اپنی مرضی سے مسلمان ہوا ہو' اتفاقیہ نہیں (Muslim by choice not by chanc) اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی بنیاد جس چیز کو قرار دیا ہے وہ وراثت نہیں' وہ مسلم سوسائٹی نہیں ہے کہ ایک شخص مسلم سوسائٹی میں رہتا ہے تو وہ مسلمان ہوگا۔ ایک شخص مومنوں کے گروہ میں رہتا ہے تو ہر حال میں مومن ہی ہوگا۔ ایمان کی بنیاد جس چیز کو قرار دیا ہے' وہ علم اور فکر ہے ایک جگہ نہیں بے شمار جگہوں پر علم کو ایمان کی بنیاد قرار دیا ہے۔ فرمایا **والـذیـن اوتو العلم و الایمان**. وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا اور علم کے نتیجے میں انہیں ایمان دیا گیا۔ فرمایا **و الراسخون فی العلم یقولون امنا به**۔ وہ لوگ جو علم میں راسخ ہو جاتے ہیں' وہ یوں کہتے ہیں۔ "ہم اس پر ایمان لے آئے"۔ (ال عمران:7)

معلوم ہوا کہ ایمان علم میں رسوخ کا نام ہے۔ پہلے آپ کسی چیز کو جانتے ہیں' پھر اسے سمجھتے ہیں' پھر اسے اچھی طرح سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں' اس پر غور وفکر کرتے ہیں کہ یہ بات سمجھ میں آ گئی لیکن یہ حصہ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اس سے پوچھتے ہیں' اُس سے پوچھتے ہیں۔ آہستہ آہستہ بات سمجھ میں آنے لگتی ہے۔ جب بات کھل کر سمجھ میں آ جاتی ہے۔ دل میں بیٹھ جاتی ہے تو آپ قائل ہو جاتے ہیں' یہ ایمان کہلاتا ہے۔ وہ چیز جس کا ہمیں علم نہ ہو' جسے ہم نے سمجھا ہی نہیں' اس پر ایمان تو نہیں آ سکتا۔ ہمارا عالم تو یہ ہے کہ اکثر لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ صاحب زادے کو امریکہ بھیجا' پتہ چلا کہ ہفتہ دس دن کے اندر صاحب زادے شراب پینے لگے' خنزیر کا گوشت کھانے لگے۔ سارا ایمان بھرشٹ ہو گیا۔ امریکہ تو بڑی گندی جگہ ہے' وہاں پر تو جو بھی جاتا ہے اس کا ایمان ہی ختم ہو جاتا ہے۔ میرے بھائی! ایمان تھا ہی کہاں جو ختم ہو گیا۔ ایمان ایک مرتبہ آ جائے تو وہ ختم نہیں ہوا کرتا۔ آپ نے قرآن مجید میں پڑھا ہوگا کہ ایک قوم ایمان لے آئی' ان کو جلتے ہوئے آگ کے آلاؤ (گڑھوں) میں ڈال دیا گیا۔ پوری کی پوری قوم کو دی گئی۔

وما نـقـموا منهم الا ان یومنوا باللّٰه العزیز الحمیده "ان لوگوں کو صرف اسی بات پر سزا دی گئی کہ وہ اللہ زبردست ولائق ستائش ہستی پر ایمان لے آئے تھے"۔ (البروج:8) سورۃ البروج میں پوری قوم کا قصہ ہے۔ انہوں نے جان قربان کر ڈالی' کیونکہ ایمان موجود تھا۔ ایک مرتبہ آپ قائل ہو گئے' ایک مرتبہ آپ کے دل میں بات اتر گئی' اب یہ کہاں جائے گی؟ اب اسے ایمان کہا جا سکتا ہے جو پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دے گا۔ اس لئے کہ یہ ایمان ہے جس کی بنیاد علم ہے' جس کی بنیاد تحقیق' تفکر اور تدبر ہے۔ آپ کا شعوری عمل ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے الفاظ پر غور فرمائیں۔ فرمایا **من مات و هو یعلم انه لا اله الا للّٰه دخل الجنته**. جو شخص مر گیا یہاں آپ نے یومن نہیں کہا کہ وہ اس بات کا ایمان رکھتا ہے' نہیں! بلکہ فرمایا جو مر گیا اور وہ اس بات کا علم رکھتا ہے' انہ لا الہ الا اللہ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' دخل الجنتہ جنت میں داخل ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ یہاں لا الہ الا اللہ کہنے سے مراد اس کی معرفت' اس کا شعوری عمل ہے۔ لا الہ الا اللہ کیا ہے؟ ایک عالم دین کہتے ہیں' "اللہ اس شخص کا بھلا نہ کرے جس کو لا الہ الا اللہ کی اتنی معرفت بھی نہ ہو جتنی ابوجہل کو تھی"۔ ابوجہل کو لا الہ الا اللہ کی معرفت تھی' اس لئے وہ پاگل بھاگ گیا۔ ابولہب کو لا الہ الا اللہ کی کچھ نہ کچھ سمجھ تھی اسی لئے بھاگ گیا کہ مجھ سے یہ کام نہیں

ہوگا۔ ایک بہت بڑے پرائیویٹ بنک نے حضورﷺ کی سیرت کا بہت بڑا جلسہ کراچی میں منعقد کیا۔ بڑی بجلیاں، بہت قمقمے، بہت سجاوٹیں، بہت حسن وجمال! سب نے سیرت پر تقریریں کیں مجھ پر ذرا سی دیوانگی طاری ہوگئی، میں نے کہا: کس سے پیار کا اعلان کر رہے ہو؟ وہ جس نے سود کو ختم کر دیا اور جس نے سود کو اپنے خلاف اور اللہ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا۔ اس کی سیرت کا تم جلسہ کر رہے ہو، جبکہ تم اس ملک کا سب سے بڑا پرائیویٹ سود خور ادارہ ہو۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو کہ حضورﷺ نعوذ باللہ، میرے منہ میں خاک سود خور تھے؟ کیا کہنا چاہتے ہو کہ وہ لوگ جو سود خوری کرتے ہیں، ان سے حضورﷺ نعوذ باللہ پیار کرتے ہیں۔ میں اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے محمد رسول اللہﷺ کو بھیجا کہ یہ سارے قمقمے تمہاری یہ ساری سجاوٹیں، اگر تم سود کے خلاف جہاد نہیں کرتے ہو تو یہ سب سے بڑی منافقتیں ہیں۔ تم اس ملک کا سب سے بڑا منافق ادارہ ہو اور اگر اس جگہ کھڑے ہو کر سیرت پر تقریر کرتے ہوئے یہ بات میں تم سے نہ کہوں تو میں ایک بڑا منافق انسان ہوں۔ سب نے وعدہ کیا کہ ہم سود کے خلاف جہاد کریں گے۔ مگر اس بات کو پانچ سال ہوگئے ہیں۔ صرف انہوں نے یہ احتیاط کی کہ آئندہ مجھے نہیں بلایا۔

اتنے کھلے کھلے تضادات شعوری عمل میں کبھی برداشت نہیں ہوتے۔ ایک نوجوان خوبصورت عورت ٹی وی پر تلاوت فرما رہی ہیں، واہ رے واہ۔ تم نے اچھی قرآن کی حرمت کی ہے۔ اس قرآن کی جو یہ کہتا ہے کہ **یدنین علیھن من جلابیبھن** اپنے منہ پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں''۔ (الاحزاب:59)۔ اسی کی تلاوت ٹی وی پر ایک بے پردہ عورت فرما رہی ہے، لاحول ولاقوۃ، کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کسی کو احساس نہیں ہوتا کہ کتنا بڑا تضاد ہم کر رہے ہیں۔ کراچی میں سیرت کا جلسہ ہوا۔ میں صدر نشین تھا اور ایک محترمہ کو نعت پڑھنے کے لئے پکارا گیا میں کھڑا ہوگیا، میں نے کہا میں تو یہاں تقریر نہیں کروں گا۔ آپ کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ سیرت کا جلسہ کیا ہوتا ہے اور جس کی سیرت کا جلسہ منعقد کر رہے ہو، اسی کے حکم کی نافرمانی کرتے اور اسی کا مذاق اڑاتے ہو اسی کی تعریف کرتے ہو۔ اتنا بڑا تضاد تم کیسے ہضم کر جاتے ہو؟ یہ سب اس لئے کہ شعوری عمل نہیں ہو رہا۔ ایک سنی سنائی ڈگر پر چلے جا رہے ہیں اور بڑے بڑے تضاد (Contradiction) کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مجھے خوشی ہوئی کہ اس جلسہ میں یہ عہد کیا گیا کہ ہم آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔ میں نے کہا کہ خواتین نعت خوانی کریں یا قرآن خوانی کریں اپنے ہاں خواتین میں بیٹھ کر کریں۔ اسلام اور اللہ کے رسولﷺ نے کہاں اجازت دی ہے کہ وہ کھلے بندوں یوں بے پردہ ہو کے آجائیں۔ پردہ صرف چہرے اور جسم کا ہی نہیں ہے، آواز کا پردہ بھی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ان بے پردہ خواتین کی تلاوت اور نعت کوئی پڑھتی ہیں تو سب وجد میں آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کس بات پر وجد میں آئے ہوئے ہو؟ ذرا سا شعوری عمل اختیار کرو گے تو یہ سارا وجد اڑ جائے گا۔ یہ وجد نہیں تمہاری تفریح کا نام ہے۔ تمہارے اس اندھے وجد کا نام نہیں جس میں تمہیں یہ بھی پتہ نہ چلے کہ تم حضورﷺ کے احکام کا مذاق اڑا رہے ہو۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆